U 02417

السماع یزید من الحق للذاکرین

الحمد للہ کہ بعد خلاف لوگوں کے مسکات مرا تقی بیان جواب سماع ہے

سنہ ۱۳۱۵ ہجری

برہان سماع

سنہ ۱۸۹۷ء

من تالیف جناب حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری الہ آبادی

در مطبع مشہور اللہ والا گردہا باہتمام میر اسحاق علی شاہ طبع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اہل بیتہ اجمعین اما بعد
بندہ ضعیف نالکباہی درویشان محمود بخش چشتی صابری اکبرآبادی عرض کرتا ہو کہ مسئلہ سماع مین قدیماً وحدیثاً
واعتقاداً وعملاً اختلاف درمیان علماء کرام ہی اگرچہ بہت سی کتابون اور رسالون مین اباحت اور صراحت
اس مسئلہ کی بزرگان دین نے تحریر فرمائی ہے اور قدما اور متاخرین باوجود شرائط سماع کو سنتی چلے آئے ہین اور فوائد
جو اس سے مترتب ہوتے ہین اوس سے بذریعہ بزرگان دین مانعین کو آگاہی ہوئی ہی اور بجز سکوت اور تسلیم کے
کچھ چارہ اونکو نہین ہوا مگر اس زمانہ مین بھی چند صاحب اس مسئلہ مین بنظر ظاہر طعن وتشنیع مستعدین طریقہ
علم ویقین کی شان مین فرماتے ہین اسواسطے یہ چند اوراق واسطے آگاہی اور اظہار حق کے تحریر کیے جاتے ہین

وباللہ التوفیق وھو خیر الرفیق۔

مقدمہ سماع وغنا کے معنی مین

جاننا چاہیے کہ لغت مین معنی سماع بالفتح والکسر کے ذکر مسموع اور مذکور نیک کے ہین قال فی القاموس
السمع حس الاذن وما وقر فیھا من شیٔ تسمعہ والذکر المسموع اور اصطلاح مین سماع سے عبارت ہے

وہ سماع طبیعت کا ادراک ہے بوجہ حسن صوت اور کلام موزون سے — اور معنی لغوی تغنی وغنا کے سرود کرنا اور
آواز طرب انگیز بلند کرنا ہے جیسا کہ قاموس میں ہے اَلْغِنَاءُ كَكِسَاءٍ مِنَ الصَّوْتِ مَا طُرِّبَ بِهِ — اور معنی عرفی غنا کے
تحریک اور ترجیع آواز کے ساتھ الحان کے ہین لیس تقدیر پر غنا اور سماع میں کچھ فرق اعتباری نہین بجز صرف
یہ فرق ہے کہ تغنی بمعنی سرود گفتن کے ہے اور سماع عبارت ہے سرود سے اور سننے قول جمیل سے کہ ساتھ نیک آواز
کے ہو — یہ تعریف سماع وغنا کی ہے — اور موضوع اسکا حسن صوت اور کلام موزون ہے — اور غرض اسکی
موافق اختلاف طبایع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف ہوتی ہے اگر اہل ہوا اور ہوس سے ہین
تو صرف حظ نفس و تنشیط خاطر اونکو منظور ہوتی ہے اور جو لوگ دامن گرفتہ اہل اللہ ہین اونکے لئے سماع
موجب اور ذریعہ وصول الی اللہ کا ہوتا ہے —

فصل اول — ہرگاہ سماع صوت حسن اور کلام موزون کا نام ہے تو اوس کے سننے کے لئے کہین
ممانعت نہین ہے بلکہ باعتبار قیاس اور باعتبار نص سننا اوسکا حلال پایا جاتا ہے — قیاس تو یہ ہے
کہ انسان کے لئے عقل اور پانچ حواس اللہ تعالی نے بنائے ہین سمع بصر شم ذائقہ لمس ہر ایک انمین
سے باعتبار ادراک کے اوسکو خوش اور متنفر ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ جبلت اوسکی ہے مثلاً قوت سامعہ ہے
کہ انسان کو آواز خوش کے سننے سے خوشی اور کریہہ آواز کے سننے سے کراہت ہوتی ہے اور ایسے ہی قوت
باصرہ ہے کہ انسان اوسکے ذریعہ سے صورت نیک اور شکل جمیل کو پسند اور بدصورت کو ناپسند کرتا ہے
اور علی ہذا القیاس دیگر حواس کا بھی یہی خاصہ ہے — پس خوش آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو
یا حیوانات یا جمادات کی صدا سے ہو اوسکے سننے کے لئے قوت سامعہ سبب خوش اور راغب ہوتی ہے
اور باعتبار نص کے جو اباحت سماع صوت حسن کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے انسان کے لئے احسانا بیان
فرماتا ہے يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ مفسرین نے خلق سے صوت حسن مراد لی ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے
إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ یعنی بدترین اور ناخوش آوازون مین البتہ گدہے کی آواز ہے

پس صوت حسن جو مقابل اوسکے ہے اوسکی مدح قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ اور ہرگاہ جائز ہوا سننا
صوت حسن غفل یعنی جانور لایعقل تو اوس کلام کا سننا جو صوت حسن یعنی خوش آوازی اور معنی کے ساتھ ہو
کیسے حرام ہوگا۔ اور ہرگاہ آواز بلبل اور دوسرے جانور خوش آواز کے سننے کی کسی جگہ ممانعت نہین ہی تو جب
کوئی آواز اون اجسام سے باختیار آدمی کے برآمد ہو جیسے دف اور طبل وغیرہ سے نکلتی ہے تو وہ کیسے حرام ٹھرائی جاوے
مگر وہ آلات اور ملاہی جن مین حرمت بواسطہ اوسکے نہی کے شارع سے پائی گئی ہے البتہ اوسکا سننا بوجہ اوس
نہی کے حرام ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور حدیث صحیح مین آیا ہے زینوا القرآن باصواتکم یعنی آراستہ کرو قرآن کو
ساتھ آوازون اپنی کے۔ اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیس منا من لم یتغن بالقرآن یعنی ہم مین سے
وہ شخص نہین ہے جو تغنی قرآن کے ساتھ نہ کرے۔ اور فرمایا تعلموا القرآن وغنوا بہ یعنی سکھاؤ قرآن کو اور
تغنی کرو ساتھ اوسکے۔ اور حدیث مین آیا ہے ما اذن اللہ لشیء کاذنہ لنبی یتغنی بالقرآن یعنی جیسا کہ قرآن کو
کوئی نبی تغنی سے پڑھتے ہین اللہ تعالی سنتا ہے ویسی کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہین سنتا۔ اور حضرت ابوموسی
اشعری رضی اللہ عنہ کہ صحابی تھے اور قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑھتے تھے اونکی مدح مین پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لقد اوتی ابوموسی مزمارا من مزامیر آل داؤد۔ ان احادیث سے معلوم
ہوا کہ مطلق تغنی شرع مین محمود اور مرغوب ہے بلکہ ادائے قرآن ساتھ تغنی کے مطلوب ہے۔ اور بعض احادیث
مین وارد ہوا ہے کہ قرآن بطور غنا کے پڑھنا جائز نہین ہے یہانتک تصریح کی ہے کہ پڑھنا قرآن کا قصداً
بالحان موسیقیہ گناہ ہے اور نزدہ گار قاری کہ کرتا ہے پس عمل اور اعتقاد دونون حدیثون پر کہ تعارض اور
متناقض ہے دال اوپر مدح اور ذم غنا کے ہین غیر ممکن ہے لہذا بنا بر توفیق بین الاحادیث تحقیق اس بات کی
مقدم معلوم ہوتی ہے کہ غنا محمود کیا ہے اور غنا مذموم کیا۔ واسطے اظہار اسکے کلام حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی صاحب مدارج النبوت کا کہ فرق درمیان غنا و تجوید کے کرتا ہے نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے
اختلاف کردہ اند علمای در استماع تغنی بقرآن بعضی مطلقاً جائز دارند یعنی اگرچہ لازم آید افراط در مد و اشباع

حرکات و مانند آن و اگرچہ بر قوانین موسیقی باشد۔ و بعضے مطلقاً منع می کنند و حق کہ مرکز دائرہ انصاف
است آنست کہ تطریب و تغنی بر دو وجہ است یکی آنکہ اقتضا کند آنرا طبیعت و سماحت کند بدان بے تکلف
و تمرین و تعلیم بلکہ چون گذاشتہ شود با طبعش بیارد آن تطریب و تلحین را و این جائز است اگرچہ بیارد
بہ زیادت تزئین و تحسین چنانکہ گفت ابوموسی رضی اللہ عنہ کہ اگر من میدانستم کہ تو می شنوی زیادت میکردم
تزئین و تحسین را و کسیکہ ہیجان میکند او را طرب و حنت و شوق مالک نمی شود نفس خود را و صبر نمی تواند کرد
از تطریب و تحزین و تزئین صوت در قرأت پس وی مطبوع است نہ مطبع و کلف است نہ متکلف و این است
مراد بصوت عرب و لحن عرب و این قسم از تغنی است کہ میکردند آنرا اصحابہ و می شنیدند آنرا و این تغنی محمود است
کہ متاثر می گردد بدان تالی و سامع و وجہ ثانی آنکہ بصناعتی از صنائع موسیقی باشد کہ نیست در طبائع سماحت
بدان و حاصل نمی شود مگر بہ تکلف و تصنع و تمرین چنانکہ آموختہ شود بانواع الحان موسیقیہ بسیط و مرکبہ بر ایقاعات
مخصوصہ و اوزان مخترعہ کہ حاصل نمی شود مگر بہ تعلیم و تکلف این روانیست کہ مکروہ داشتند آنرا سلف و انکار
کردند قرأت باین وجہ و ہر کسیکہ علم است او را باحوال سلف میداند قطعاً کہ ایشان مبرا اند از الحان موسیقی
و تکلف کردہ می شود بر آن بر ایقاعات و حرکات موزون و معدودہ محدودہ و ایشان پرہیزگار
تر اند کہ بخوانند قرآن را باین طریق و تجویز کنند آنرا بلکہ می خواندند بہ تمرین و تطریب و تحسین صوت
و این امریست مرکوز در طبائع و نہی نکردہ است ازان شارع بلکہ ارشاد کردہ است بآن و خواندہ است
مردم را بدان و خبر دادہ است از استماع حق سبحانہ تعالی بسوئے آن و فرمودہ کہ نیست از ما ہر کہ
تغنی نکند بقرآن ذکر ہذا کلہ فی المواہب اللدنیہ انتہی۔ از نعمۃ الشوق۔ خلاصہ اور حاصل
اس عبارت حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ ہے کہ اگر قرآن بتکلف و تصنع الحان موسیقیہ کے ساتھ پڑھا جاوے
تو اسکو سلف نے مکروہ جانا ہے اور اگر بے تکلف اور بلا تصنع تزئین و تحسین کے ساتھ پڑھا جاوے
وہ محمود ہے۔ آثار مشروعیت سماع کے زمانہ انبیاء سابقین سے تا عہد حضرت خاتم النبیین علیہ علیہم السلام

ہوتی چلی آئی ہے اجلہ علمائے حنفیہ متقدمین سے مخدوم علی بن عثمان الغزنوی نے کشف المحجوب
مین اور متاخرین سے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہا نے مدارج النبوت مین اس مسئلہ خاص مین
تحریر کیا ہے واسطے آگاہی ناواقفین کے مشتی نمونہ از خروارے درج کیا جاتا ہے بدانکہ سماع را اندر طبائع
حکمہا مختلف است چنانکہ ارادت اندر دلہا مختلف است و ستم باشد کہ کسے آنرا بیک حکم قطع کند
وجملہ مستمعان بر دو گروہ اند یکے معنی می شنوند و دیگر آنکہ صوت شنوند و اندرین ہر دو اصل فوائد است
و آفات ازانچہ از شنیدن اصوات غلیان آن معنی باشد کاندر مردم مرکب بود اگر حق حق بود
واگر باطل باطل کسے کہ مایہ طبع فساد بود آنچہ بشنود ہمہ فساد باشد۔ اور اللہ تعالے نے حضرت داؤد
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو معجزہ حسن صوت کا عطا فرمایا تھا اوسکو اللہ تعالے قرآن شریف مین
فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ جب حضرت داؤد علیہ السلام
مجلس اپنی ترتیب دیتے تھے تو انسان وجنات اور وحوش وطیور اور درندہ وگزندہ جمع ہوتے
تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر اور مواعظ کو سنکر بیہوش ہوجاتے تھے اور بعضے مرجاتے
تھے اور بیچ تفسیر الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ اور ایسے ہی بیچ تفسیر وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ
إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ مراد سماع سے سماعت
قرآن ہے یا ذکر اور مواعظ ہے شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف مین فرماتے ہین کہ یہ سماع
ہے کہ اسکی حقانیت پر سب متفق ہین اور مخالف نہین ہین دو آدمی بھی اہل ایمان سے اسواسطے
کہ یہ سماع مستجلب رحمت کا ہے پروردگار کریم سے انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ اباحت ومشروعیت مطلق
سماع مین اختلاف نہین ہے۔ لہذا اس جگہ وہ احادیث جن سے سننا سماع کا جناب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے کتب صحاح سے نقل کیے جاتے ہین۔

حدیث اول عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ غِنَاءَ قَيْنَةٍ

بالمدینۃ فاذا ھو بجوار یضربن بدفھن ویتغنین ویقلن نحن جوار من بنی النجار یا حبذا
محمد من جار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ یعلم انی لاحبکن اخرجہ ابن ماجہ ترجمہ یہ ہے
حضرت انس ابن مالک روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے بعض کوچہ مدینہ مین ناگاہ
پہونچا ایسی لڑکیون کے پاس کہ وہ دف بجاتی تھین اور یہ گاتی تھین کہ ہم لڑکیان بنی نجار کی ہین
ای بہت خوش حال ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمکین ہمسایہ سے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ خدا تعالے خوب جانتا ہے کہ مین تم کو دوست رکھتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ قزوینی نے
کہ ثقات محدثین سے ہین اپنی کتاب ابن ماجہ مین روایت کیا ہے۔ یہ حدیث علی الاطلاق بلا تخصیص
تقریب عید و سرور وغیرہ کے اوپر اباحت سماع کے ساتھ دف کی دلالت صریح رکھتی ہے اور خوش ہونا
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اور رضامندی انکی لڑکیون سے بوجہ فعل انکے کہ وہ کر رہی
تھین یعنی گانے مین ثابت ہوتی ہے

حدیث دوم عن الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف
ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر اذ قالت احداھن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال علیہ السلام
دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین اخرجہ البخاری فی کتاب النکاح ۔ ترجمہ روایت ہے حضرت
ربیع بیٹی معوذ بن عفراء کی کہ انصار سے تھین کہا کہ آئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس میرے نزدیک
تشریف لائے جبکہ جلوہ پر میرے واقع ہوئی یعنی بعد شب زفاف کے اور میرے بستر پر بیٹھے اسطرح
جیسے تم قریب میرے بیٹھے ہو پس لڑکیون نے جو ہماری قوم کی تھین دف بجانا شروع کیا اور ندبہ
کرتی تھین باپ اپنے پر جو جنگ کے دن بدر کے گئے تھے ناگاہ ایک لڑکی نے کہا ہمارے درمیان
ایک پیغمبر ہین کہ جانتے ہین جو کچھ کہ کل ہونیوالی ہے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے

کہ اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم کہتی تھیں روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب النکاح میں ف اس حدیث سے صریحًا ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دف کے ساتھ لڑکیوں کا سرود سنا اور حکم کیا کہ جو تم کہتی تھیں وہ کہو یعنی جو چیز تم گاتی تھیں وہی گاؤ۔

حدیث سوم عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا زفت امراۃ الی رجل من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشة ما کان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو۔ روایت ہے حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہ سے کہ اونھوں نے دولہن بنا کر ایک عورت کو طرف ایک مرد انصار کے بھیجا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ای عائیشہ کیا تمھارے پاس کوئی آدمی نہ تھا کہ اوسکے پاس لھو ہوتا اور اوسکو تم بھیجتیں اسواسطے کہ انصار کو لھو یعنی غنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے اطلاق لھو کا غنا حلال پر صحیح ہے اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے غنا کہ استعمال کے لئے رضامندی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

حدیث چہارم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انکحت عائشة قرابة لھا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاة قالوا نعم قال ارسلتم معھا من تغنی قالت لا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار قوم فیھم غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب النکاح حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت والی ایک عورت کا نکاح ایک انصار سے کردیا پس تشریف لائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تم نے اوس لڑکی کو اوسکی زوج کے گھر بھیجدیا لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں بھیجدیا فرمایا کہ کیا تم نے ایسا آدمی بھی اوسکے ساتھ بھیجا کہ وہ تغنی کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق انصار ایسی قوم ہیں کہ اونمیں غزل بہت ہے یعنی رغبت مطربہ کے اشعار سے زیادہ رکھتی ہیں پس کاش دولہن کے ساتھ

ایک شخص کو بھیجے کہ وہ اس مضمون کو بطور تہنیت و مبارکبادی کے اون سے کہتا اور ادا کرتا۔ آئے ہم تمہارے
پاس آئے ہم تمہارے پاس۔ پس زندہ رکھے ہم کو اللہ اور زندہ رکھے تم کو اللہ۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
کتاب النکاح مین۔

حدیث پنجم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما فعلت فلانۃ
یتیمۃ کانت عندھا فقالت اھدیناھا الی زوجھا قال فھلا بعثتم معھا بجاریۃ تضرب
بالدف وتغنی قالت عائشۃ ماذا تقول قال تقول اتیناکم اتیناکم الحدیث اخرجہ الحافظ تقی الدین
محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وہب القشیری فی کتابہ اقتناص السوانح بسندہ۔ روایت
کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلان عورت
یتیمہ کہ تمہارے پاس تہی یعنی تم نے اوسکو پرورش کیا تہا اوسکا کیا حال ہی حضرت عائشہ رض نے عرض
کیا کہ مین نے اوسکو دولہن بناکر اوسکی زوج کے پاس بھیجدیا فرمایا کہ تم نے اوسکے ساتھ ایسی لڑکی
کو کیون نہین بہیجا کہ وہ دف بجاتی اور گاتی حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ وہ لڑکی کیا کہتی یعنے
کیا گاتی فرمایا کہ وہ یہ کہتی کہ ہم آئے تمہارے پاس ہم آئے تمہارے پاس یعنی یہ کلمات تہنیت کے
کہ تفسیر اوسکی اوپر گذری گاتی۔ اس حدیث کو حافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن
وہب القشیری نے اپنی کتاب اقتناص السوانح مین اپنی سند کے ساتھ لکہا ہی اور یہ حدیث متعدد الالفاظ
والمعنی ساتھ حدیث سابق کے ہے جو گذری۔

حدیث ششم یا عائشۃ اتعرفین ھذہ قالت لا یا نبی اللہ قال ھذہ قینۃ بنی فلان
اتحبین ان تغنیک فغنتھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد نفخ الشیطان فی منخریھا رواہ النسائی
روایت کی نسائی نے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ کیا تم اس عورت کو جانتی
ہو اونہون نے عرض کیا کہ نہین یا نبی اللہ مین نہین جانتی فرمایا کہ یہ عورت مغنیہ فلان قوم کی ہے کیا تم

پسند کرتی ہو کہ یہ تماسے لئے گا دے پس گایا اوس عورت نے پاس خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دم کیا شیطان نے اسکے نتھنون مین۔

ف نفخ. شیطان سے کنایہ ہی اس بات پر کہ گانے کیوقت کمال خوشی او سرور سے غرور اور تکبر

نفس سے وہ اتراتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت بوقت پڑھنے قرآن شریف و ذکر و تسبیح کے بھی اگر

عارض ہو تو وہ بھی ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ

نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ اور حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نفخ کی تفسیر تکبر فرمائی ہی

اسکو بخاری نے ذکر کیا ہی۔ اور اگر یہ جملہ اخیر حرمت غنا پر دلالت کرے تو صد حدیث سے منافی ہوگا

کسو اسطے کہ وہ مفید حلت کو ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو

مغنیہ کے حال سے آگاہ فرمایا اور اوسکو غنا اوسکا سنوایا۔ فَتَنَبَّهْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ —

حدیث ہفتم عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَمَّا رَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ جَاءَتْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ

رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ

وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ

تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ

اِسْتِهَا وَقَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ

كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ

وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ اَسْلَمِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہا اونہون نے کہ جبوقت مراجعت فرمائی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی اپنی سے آکے ایک لونڈی سیاہ فام آکر پاس

اودھرض کیا کہ تحقیق مین نے نذر کی تہی کہ اگر آپکو صحیح سلامت خداوند تعالی لوٹا لاوے تو مین آپکر و برو دف بجاؤنگی اور گاؤنگی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو نے نذر کی ہو تو بجا ورنہ نہین پس عورت نے دف بجانا شروع کیا پہر آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تہی پہر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تہی پہر آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ دف بجاتی رہی پہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اوس عورت نے اپنے دف کو اپنے سُرین کے نیچے رکہہ لیا اور اوسپر بیٹہ گئی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہے اے عمر مین بیٹہا تہا اور وہ بجاتی تہی پہر آئے ابوبکر وہ بجاتی رہی پہر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پہر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی اور جب تم آئے اے عمر تو اوس نے ڈالدیا دف کو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے نقل کیا اس حدیث کو صاحب مشکوۃ نے مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین۔

ف اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم نے غنا مع دف کے جاریہ سے سُنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دف بجانے کو دی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ایفائے نذر غنا کے ساتہہ درست ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر کی ہو تو بجا اس سے اباحت مطلقہ غنا کے ساتہہ دف ثابت ہوئی اگر غنا حرام ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم حکم ایفائے نذر کا غنا کے ساتہہ نفرماتے بلکہ واسطے کفارہ نذر کے ارشاد فرماتے اسواسطے کہ کفارہ یمین و نذر حرام منصوص بنص قرآنی ہے ممکن نہ تہا کہ برخلاف اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے۔ اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قدس سرہ۔ ترجمہ مشکوہ شریف مین یون لکہتے ہین۔ بدانکہ علما در دف زدن اختلاف است بعضی مباح داشتہ اند مطلقا و بعضی مباح داشتہ اند در عرایس و اعیاد و مانند آن از سرورہای مشروعہ و مذہب صحیح و مختار ہمین است و بعضے دیگر جلاجل و لہو و نادر فرق نہادہ اند و گفتہ اند کہ اول مکروہ است باتفاق و این حدیث دلیل اباحت مطلق است

دف است آنرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کردہ بوفائی نذر ان و دف بنذر واجب است و معلوم شدہ که نذر نمی باشد مگر بچیزیکہ از جنس طاعت و قربت است واین مذہب جمہور ائمہ است و نزد حنفیہ کافی است بودن آن مباح و نذر نزد ما ایجاب مباح است واما نذر بمعصیت جائز نیست باتفاق پس دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دف بلکہ بر بودن او مستحب و در ما نحن فیہ ہمچنین است زیرا کہ سرور بمقدم شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وسلامت وی قربت و عبادت است و دلالت کرد بر آنکہ سماع اصوات نساء بغنا مباح است اگر خالی باشد از فتنہ کذا قالوا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعرض نکرد بذکر تغنی و ہمین فرمود کہ اگر نذر کردہ بزن دف یا بجہت آنکہ تغنی در ذکر تابع دف بود چون حکم دف ذکر کرد حکم وے نیز معلوم باشد یا بجہت آنکہ تغنی مباح است شبہ کہ ہست در دف است اگر او را نذر کردہ بکن - انتہی ا

مخفی نرہے کہ اس حدیث مین جو لفظ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَرُ ہے اور نیز فقرہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ سے جو دوسری حدیث مین ہے بعض اشخاص کو خلجان تین وجہ سے ہوتا ہے ایک یہ کہ غنا کو شیطان کے ساتھ تشبیہ دینے سے گمان اس بات کا ہوتا ہے کہ غنا حرام ہے دوسرے یہ کہ تعجب ہے کہ شیطان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے خائف نہ ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوفناک ہو تیسرے یہ کہ اس منقبت سے افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم آتی ہے - جواب اس خلجان کا یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمن مدح حضرت عمر رضہ مین خوف و ہراس جاریہ کو ساتھ خوف شیطان کے جناب فاروق رضہ سے تشبیہ دی ہے اور یہ لفظ غنا کی معصیت ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ ضرور نہین ہے کہ ہر عمل شیطانی معصیت ہو اسواسطے کہ اطلاق عمل شیطانی کا اوپر بعض فعل انبیاء علیہم السلام کے قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ ان آیات سے ظاہر ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطَانُ اور نیز وَمَا اَنْسَانِیْهُ اِلَّا الشَّیْطَانُ

اور نیز فرمایا کہ مومنی تقصفے علیہ قال ھذا امر عن الشیطان اور یہ بھی ممکن ہے کہ افعال انبیاء معصوم
معصیت ہون پس معلوم ہوا کہ ہر عمل شیطانی معصیت نہین ہے ہان البتہ ہر معصیت عمل شیطانی ہے
ہر گاہ غنا سلنا و دف کے عمل شیطانی قسم مباحات سے ہوا تو کچھ محذور لازم نہین آتا۔ اور نہ خوفناک
ہونا جاریہ کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر سہ خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے اور خوفناک ہونا اوسکا خلیفہ
ثانی رضی اللہ عنہ سے سبب تفضیل ایک کا دوسرے پر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ عام لوگون کو جو خوف
محتسب اور وزیر اور کوتوال سے ہوتا ہے وہ بادشاہ رحیم و صاحب خلق عظیم سے نہین ہوتا اور
انسان کی طبیعت مین یہ بات جبلی ہوتی ہے کہ جس شخص سے آثار جلال اور ربط و ضبط بہت وقوع
مین آتے ہین اور اکثر اوقات مواخذہ شدید اوس سے امورات مین دیکھتے ہین تو اوس سے زیادہ
خوفناک ہوتے ہین اور اوسکی گرفت سے بے خوف نہین ہوتے بخلاف اوس شخص کے کہ اوس مین
غلبہ صفت جمال کا زیادہ تر معائینہ کرتے ہین ــــ اور بھاگنا شیطان کا ایسی صفت نہین ہے
کہ جس سے تفاضل ایک کا دوسرے پر خیال کیا جاوے نظیر اوسکی اذان ہے کہ حدیث صحاح مین آیا
ہے کہ جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے اور اثناء نماز مین ہر طرح کے وسوسے
اور خطرہ ڈالنے مین دریغ نہین کرتا ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اذان افضل ہو نماز سے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بسبب جلالت اور شدت اونکی کے کہ اسلام مین اونسے
زیادہ ملاحظہ کرتے تھے بعض امور مین کہ مباح ہوتے تھے عمل اونکے سے باز رہتے تھے۔ اور پوری نظیر
اس قصہ کی وہ حدیث ہے کہ صاحب مشکوۃ نے باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ مین لکھی ہے اور وہ یہ ہے
عن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ
نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل
عمر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحک فقال اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ فقال النبی صلی

الله علیه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا
عدوات انفسهن اتهبننی ولا تهبن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلن نعم انت افظ واغلظ
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایها یا ابن الخطاب والذی نفسی بیده ما لقیک الشیطان
سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق علیه

حدیث ہشتم قالت عائشة رضی الله عنها دخل علی ابو بکر رضی الله عنه وعندی جاریتان
من جواری الانصار تغنیان ما تقاولت به الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین قال ابو بکر رضی
الله عنه امزامیر الشیطان فی بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم یا ابا بکر ان لکل قوم عیدا وهذا عیدنا اخرجه البخاری وفی روایة له دخل علی رسول
الله صلی الله علیه وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع النبی صلی الله علیه وسلم
علی الفراش وحول وجهه فدخل علی ابو بکر فانتهرنی وقال مزمار الشیطان عند رسول
الله صلی الله علیه وسلم فاقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال دعهما حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ میرے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے او سوقت انصار کی لڑکیون
سے دو لڑکیان میرے پاس تھین اور گاتی تھین وہ چیز کہ جسکو ساتھ انصار نے روز جنگ بعاث
کی گفتگو کی تھی پس کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مزامیر شیطان کے گھر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ابوبکر ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ آجکا
دن ہماری عید کا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے اور دوسری روایت بخاری کی یہ ہے کہ عائشہ فرماتے
ہین کہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے پاس دو لڑکیان گا رہی تھین گیت
بعاث کے پس لیٹ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچھونے پر اور اپنے موہنہ کو پھیر لیا پھر آئے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مجھکو جھڑکا اور کہا کہ مزمار شیطان کے رسول اللہ کے پاس پس متوجہ ہوئے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ چھوڑ دو انکو یعنی زجر نہ کرو۔

ف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز لڑکیون کا گا
سنا اور بستر پر لیٹے رہے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زجر کیا حضرت عائشہ کو تو آپنے فرمایا کہ منع
مت کرو یہ دن ہماری عید کا ہے پس ثابت ہوا کہ وقت خوشی و سرور کے غنا سننا مباح ہے۔

حدیث نہم عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَاطِبِ الْجُمَحِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ
الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِی النِّکَاحِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَہ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہے محمد ابن حاطب الجمحی سے
کہ صحابی تھے قوم بنی جمح سے وہ نقل کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرق ہے درمیان حلال
کے کہ نکاح ہے اور حرام کے کہ زنا ہے دف بجانا اور آواز خوش وقت نکاح کے یعنی گانا اور نغمہ کرنا
روایت کی اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے مقصود اس حدیث کا یہ ہے کہ نکاح مین اعلان
شرط ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک واسطے حاضرین کے کہ وہ بسبب حاضری گواہان کے حاصل ہوتا ہے
دوسرے واسطے غائبین کے کہ وہ دف بجانے اور گانے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث دہم عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ
فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِالْغِرْبَالِ اَیِ الدُّفُوْفِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آشکارا کرو نکاح کو اور پہراؤ اوسکو
مسجدون مین کہ محل نزول رحمت الٰہی کا ہے اور بجاؤ اوپر اوسکے دفون کو یعنی باعلان نکاح کا ساتھ ان
چیزون کے کرو۔

ف مساجد مین گشت کرنا اور دف بجانا اعلان نکاح کے واسطے حسب اتفاق جمہور علمای
محققین مشروع ہے اسکے قیاس پر تمام اوقات خوشی مین اور عرائس مین مباح ہے۔

حدیث یازدہم عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قَرَظَۃَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ

فِي عُرُسٍ وَاِذَا جَوَارٍ تُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَيْ صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهُ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ روایت ہے عامر بن سعد سے کہ کہا اونہون نے کہ داخل ہوا مین اوپر قرظہ بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے ایک شادی مین وہان لڑکیان گا رہی تہین پہنے اون سے کہا کہ ای صحابی رسولخدا کے اور ای اہل بدر تمہارے سامنے اور تمہاری حاضری مین یہ غنا ہوتا ہے دونون صاحبون نے فرمایا کہ اگر توچاہے بیٹہہ اور ہمارے ساتہہ سُن اور نہین چاہتا ہے تو توجا تحقیق کہ رخصت دی ہمکو واسطے اس لہو کے شادی مین روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایساہی مشکوۃ مین ہے ف یہ حدیث دلالت رکہتی ہے اس بات پر کہ بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام بوقت سرور اور خوشی کے اباحت غناپر استمرار اور استقرار رکہتے تہے اور نیز مؤید اس بات پر ہے کہ ہر لہو حرام نہین ہے بلکہ اطلاق لہو کا فعل مباح پر بہی ہوتا ہے۔

حدیث دوازدہم رَوَى الْحَافِظُ مُحَمَّدُ ابْنُ طَاهِرٍ فِي كِتَابِهٖ صِفْوَةِ التَّصَوُّفِ بِسَنَدِهٖ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ تُغَنِّيْ فَاسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ وَقَامَتْ فَدَخَلَ عُمَرُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَسْمَعَ لِمَا كَانَ يَسْمَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ۔ روایت کرتے ہین حافظ محمد بیٹے طاہر کے اپنی کتاب صفوۃ التصوف مین ساتہہ اسناد اپنی کے کہ مسلسل ہے عبداللہ بن ابی ملیکہ تک کہا عبداللہ نے کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث کی اوسکو کہ تحقیق ایک عورت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہی کہ وہ گا رہی تہی کہ ناگاہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت حاضر ہونے کی چاہی اوسوقت مغنیہ نے دف کو ڈالدیا اور کہڑی ہوگئی پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اوسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہنستے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس چیز نے آپکو ہنسایا یا رسول اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت حال کا ذکر فرمایا عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں جب تک وہ چیز نہ سنوں کہ جس چیز کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا یہاں سے نہ جاؤنگا پس سنا حضرت عمرؓ نے غنا اوس عورت کا۔ ف احتجاج کیا جاتا ہے اس حدیث سے اوپر جائز ہونے غنا کے ساتھ دف کے غیر ایام عید وتقریبات سرور کے کسواسطے کہ اوس وقت کوئی دن عید یا کوئی مجلس ولیمہ وغیرہ کی نہ تھی اگر غنا یا دف حرام ہوتا کسواسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوسکے سننے پر اصرار کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اوسکے سننے کی اجازت دیتے۔ احادیث مرقومۂ بالا سے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا غنا ساتھ دف کے ایام تقریبات وسرور اور بلا تقریب اور بغیر تخصیص زمان ومکان اور زجر اور ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکے منع کرنیوالوں پر مستفاد ہوتا ہے اور یہ احادیث بالتصریح دلالت کرتی ہیں کہ مطلق غنا مع مزامیر کہ دف ہے مباح ہے اور کسی مسلمان کو انکار اسکا بوجہ فعل رسول مقبول اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے نہیں ہے اگر منکرین ان احادیث پر بھی یقین نہ کریں تو فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ۔

فصل ثانی بیچ نقل آثار واخبار کے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سماع کو سنا ہے قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ فِي الْحَاوِي وَصَاحِبُ الْبَيَانِ أَنَّهُ كَانَ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَارِيَتَانِ تَغَنِّيَانِ لَهُ فَإِذَا كَانَ وَقْتُ السَّحَرِ قَالَ لَهُمَا أَمْسِكَا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس دو لونڈیاں تھیں کہ وہ گایا کرتی تھیں حضرت کے آگے جب صبح ہوتی تو اونکو چپ کر دیتے تھے۔ اور عبدالرحمن بن عوف وغیرہ کہ عشرۂ مبشرہ اور اجل صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے سنتے تھے غنا ساتھ دف کے جیسا کہ روایت کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے ساتھ سند اپنی کے مجلس ابی سلمہ بن عبدالرحمن تک پہونچی ہے اس طرح سے کہ ایک رات مالک نے دف بجایا اور گائے وہ اوپر سر عبدالرحمن وسعد

ابن ابی وقاص وحمزہ بن عبد المطلب وعبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کہ اور یہ لوگ باوصف جلالت قدر اور عظمت شان اور ورع وتقوی کے غنا ساتھ دف کے سنا کرتے تھے بلکہ عبداللہ بن جعفر عود کے ساتھ بھی سنتے تھے۔ اور قدوۃ العلماء متاخرین شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کردہ شدہ است غنا وسماع آن از جماعہ کثیرہ از اکابر صحابہ کہ در ایشان چندی از عشرہ بشرہ اند وہم غفیرے از تابعین وتبع تابعین واتباع تبع ودیگر علماء محدثین وعلماء دین کہ از ارباب زہد وتقوی وعلم وعبادت بودہ اند۔

اور زمانۂ خلافت جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مین جمیلہ نام ایک مغنیہ تھی اوس نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی کے گھر مین جاکر نہین گاؤنگی مگر اپنے گھر مین گاؤنگی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کہ سماع ساتھ دف اور عود کے سنتے تھے وہ جمیلہ کے گھر تشریف لے گئے اور سنا گانا اوسکا اور جمیلہ سے کہا کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔

اور حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لونڈی تھی کہ وہ عود بجاتی تھی آگے اونکے۔ اور سعید بن المسیب کہ افضل تابعین سے ہین اور اونکے ورع وتقوی کے ساتھ مثل دی جاتی ہے وہ غنا سنتے تھے۔

اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور قاضی شریح باوجود جلالت اور کبر سن کے غنا کنیزکان سے سنتے تھے۔

اور عبدالملک بن جریج کہ علماء حفاظ وفقہاء عباد کا اجماع اونکی عدالت وجلالت پر ہے وہ غنا سنتے تھے اور الحان کو خوب جانتے تھے۔

صاحب تذکرہ حکایت کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ وسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما سے پوچھا گیا کہ غنا کا کیا حال ہے فرمایا کہ غنا نہ کبائر سے ہے اور نہ صغائر سے اور نقل کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے ہمسایہ مین ایک شخص تھا کہ ہر رات وہ اپنے گھر پر گاتا تھا اور امام صاحب کان اوسپر لگا کر سنا کرتے تھے ایک رات اونکے گانے کی آواز نہین سنی صبح کو دریافت کیا تو اوسکی اہل خانہ نے کہا کہ ایک اہتمام مین ماخوذ

ہو کر قید خانہ میں بیجا گیا ہے اسوجہ سے آجکی رات آپنے اوسکی آواز نہیں سنی یہ سنکر امام صاحب نے عمامہ اپنا باندہا اور حاکم وقت کے پاس تشریف لے گئے اور اوس شخص کی سفارش کرکر قید خانہ سے اوسکو رہا کرایا۔ یہ حکایت دلالت کرتی ہے کہ امام صاحب باوجود تقویٰ اور ورع کے ہر شب غنا سنتے تھے اور نہی اوسکو نفرماتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک سننا غنا کا مباح ہے برخلاف اسکے جو امام صاحب سے روایت کی جاتی ہے وہ متعلق اوس غنا سے ہے جو مقترن بفحش ہو۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سوال غنا کا پوچہا گیا اونہوں نے جواب میں حکایت ہمسایہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ مجلس ہارون رشید میں تشریف لے جاتے تہے وہاں غنا سنتے تہے اور رویا کرتے تہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ سے پوچہا گیا سماع کے معاملہ میں تو فرمایا کہ میں اپنے شہر میں اہل علم کو اوسکا منکر نہیں دیکہتا اور فرمایا کہ منکر اسکا نہوگا مگر عامی یا جاہل یا عراقی غلیظ الطبع۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ تحریم غنا مذہب شافعی کا نہیں ہے استاد ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اباحت سماع کا ہے اور ابو منصور بغدادی یونس بن عبد الاعلی سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ ایک مجلس میں اونکو اپنے ہمراہ لے گئے وہاں ایک قینیہ یعنی ڈومنی گا رہی تہی جب فارغ ہوئی امام نے اون سے پوچہا کہ تمنے اسکو خوش کیا یا نہیں یعنی گمنے کچہ اوسکو دیا یا نہیں اونہوں نے کہا کہ نہیں امام نے فرمایا کہ تمکو حس صحیح نہیں ہے۔ بالجملہ قول اور فعل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اباحت غنا کی پائی جاتی ہے نہ تحریم اوسکی۔ روایت ہے ابو العباس فرغانی سے کہ اونہوں نے کہا کہ میں نے صالح بن احمد بن حنبل سے سنا کہ میں سماع کو دوست رکہتا ہوں مگر میرے باپ اوس سے ناخوش ہوتے تہے ایک رات جب میں نے جانا کہ والد میرے سو گئے میں نے ابن جناز سے کہا کہ تو کچہ گا اوس نے گانا شروع کیا میں نے آواز پائی کوٹہی کی کوٹہے پر یعنی جسکے نیچے وہ گا رہا تہا اوپر جا کر میں نے دیکہا تو امام احمد حنبل میرے والد

بالائی بام غنا سنتے تھے اور دامن انکا نیچے بغل کے تھا اور اس طرح سے چلتے تھے کہ گویا وہ رقص کرتے ہین
اور بعض نے روایت کی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ فرماتے ہین کہ اگر تنہا آدمی ہو اور تغنی کرے
واسطے دفع وحشت کے اپنے نفس سے تو لا باس یہ بھی کچھ مضائقہ نہین ہے۔
اور استاد ابو القاسم قشیری و شیخ ابو طالب مکی و شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصانیف قولاً و فعلاً دلالت
کرتی ہین اوپر اباحت سماع کے اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ
اس طائفہ پر رحمت الٰہی تین مقام پر نازل ہوتی ہے ایک کھانے کے وقت اسواسطے کہ یہ نہین کھاتے مگر حالت
فاقہ مین دوسرے وقت مکالمہ انکے کے اسواسطے کہ نہین بولتے مگر مقامات صدیقین و انبیاء و مرسلین مین
تیسرے وقت سماع کے اسواسطے کہ یہ سماع ساتھ وجد اور شہود حق کے سنتے ہین۔
پس ثابت ہوا کہ سماع اور غنا مطلق حرام نہین ہے بلکہ مباح ہے اور زمانۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور اونکے بعد ہر عصر اور زمانہ مین ابتک علما و فقہا و فقرا اور صالحین
اسکو سنتے آئے ہین اور برکات اور فیوضات جو اس سے حاصل ہوتے ہین اوسکو وہی جانتا ہے جسکو
حاصل ہوتے ہین **مصرع** ذوق این مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔
حقیقت حال اور منشار اختلاف مسئلہ سماع مین یہ ہے کہ سرود و غنا اور آلات و مزامیر بجانا زمانۂ قدیم مین
کاروبار بیقیدان و لاہیان اور فاسقان و شراب خواران کا تھا اسی واسطے حدیث صحیح مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھیجا گیا ہون اور حکم کیا گیا ہون کہ محو کرون اور توڑون مین معازف کو
کہ نام آلات اور مزامیر طرب کا ہے اور نہی کرون مین پینے شراب اور زنا سے۔ اور زمانۂ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم مین وقت شراب خواری کے لوگ مزامیر بجاتے تھے اور وہ شراب خواری کے لئے اوسکو سنکر آلودہ اور تیار
ہوجاتے تھے اور بیخبر اب پیکر اس کلام مین اپنی اوقات ضائع کرتے تھے ہرگاہ آیۂ تحریم خمر خداوند تعالی نے نازل فرمائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال ظروف اور برتنون یعنی حنتم و مزفت و نقیر و دُبّا سے بھی جن مین شراب

رکھی جاتی تھی منع فرمایا چندے عرصہ تک یہ ممانعت استعمال ظروف کی رہی جب مسلمان بخوبی آگاہ اور واقف
حرام ہونے شراب کے ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف مذکورہ کے استعمال کی اجازت
دی اسی طرح سے حال معازف کا ہے چونکہ وہ داعی طرف شرابخواری کے تھے لہذا اونکی بھی ممانعت
ہوئی اسوجہ سے لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ کل معازف اور مزامیر حرام ہین حالانکہ حرمت لذاتہا ان مین
نہین ہے بلکہ دوسرے کی وجہ سے ممانعت اسکی ہوئی تھی بعد تحقیق حرمت شراب جب اجازت استعمال ظروف
شراب ہوئی اور حال ظروف اور مزامیر کا ایک تھا یعنے حرمت لذاتہا ان مین نہ تھی بلکہ لغیرہ تھی اسواسطے اجازت
استعمال ظروف سے اباحت مزامیر کی بھی پائی گئی بعد اسکے دو فریق ہوگئے ایک نے خیال کیا کہ یہ عادت
اور نشان اہل فسق کا تھا احتیاط کی ایک نے نظر اوپر معنی اور حقیقت حال کے ڈال کر مباح ٹھہرایا۔
مذہب تحقیق یہ ہے کہ جو غنا خواہ بلا مزامیر ہو یا با مزامیر غیر ممنوعہ اور وہ ملہی یعنی باز رکھنے والا صوم
وصلوۃ واذکار و اوراد وغیرہ سے ہو وہ بے شک لہو مین داخل ہے اور ناجائز ہے۔ اور جو غنا ایسا ہو
کہ جسکے سننے سے توجہ اللہ کی طرف ہو اور کار و بار دنیا سے باز رکھے اور شوق اللہ تعالی کا پیدا
کرے وہ غنا مباح بلکہ مستحب ہے۔ احادیث واقوال وافعال بزرگان جو حلت اور مباح ہونے
غنا اور مزامیر یعنی دف کے مین دلالت کرتے ہین وہ اوپر لکھے گئے۔ جو دلائل منکرین واسطے حرمت
غنا کی پیش کرتے ہین وہ مختصراً مع جواب کے ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

فصل سوم بیچ بیان دلائل منکرین اباحت سماع اور انکے جواب مین

منکرین اباحت سماع ان آیات سے استدلال کرتے ہین اول وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ
لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ یعنی بعض آدمیون
وہ لوگ ہین کہ خریدتے ہین بازی کی باتین تاکہ گمراہ کرین آدمیون کو راستہ خدا سے بغیر علم اور برہان
کے اور پکڑتے ہین قراءت قرآن کو بازی یہ لوگ ہین کہ انکے لیے عذاب ہے خوار کرنے والا۔

اہل تحریم کہتے ہین کہ یہ آیت کریمہ تحریم غنا مطلق مین نازل ہوئی بلا مزامیر ہو یا با مزامیر اور استدلال کرتے
ہین کہ بعض مفسرین نے عبد اللہ ابن مسعود و عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد
لہو حدیث سے غنا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت اول رکوع سورۂ لقمان مین ہے تمام مفسرین
مثل بیضاوی و حسینی و صاحب معالم التنزیل و احمدی وغیرہ لکھتے ہین کہ شان نزول اس آیہ کا یہ ہے کہ
نضر ابن حارث مشرک فارس کی طرف تجارت کو گیا تھا وہان سے قصہ اسفندیار اور رستم کا خرید کرکر
لایا اور مجمع قریش مین اوسکو پڑھا کر سب لوگ شیفتہ اور فریفتہ ہوئے مشرک مذکور اپنے لاف اور گزاف
کے ساتھہ یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قصۂ عاد و ثمود و عظمت ملک سلیمان و داؤد کی خبر دیتے
ہین تو مین بادشاہان عجم کے قصے اور اونکی مملکت کا حال بیان کرتا ہون اوسکے حال مین یہ آیت
نازل ہوئی اسکو حلت و حرمت غنا پر اصلا دلالت نہین ہے اور تفسیر بیضاوی اور بغوی مین بلفظ قیل
یہ لکھا ہے وَقِيلَ كَانَ يَشْتَرِي الْقَيْنَاتِ وَيَحْمِلُهُنَّ عَلٰى مُعَاشَرَةِ مَنْ اَرَادَ الْاِسْلَامَ وَمَنْعِهِ عَنْهُ یعنے
کہا گیا ہے کہ نضر ابن حارث لونڈیان خرید کیا کرتا تھا اور جو شخص ارادہ اسلام لانے کا کرتا تھا اوسکے پاس اون
لونڈیون کو واسطے مباشرت کے بھیجتا تھا اور مانع ہوتا تھا اسلام لانے سے۔ اور دیگر مفسرین نے
جو اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے واسطے تنبیہ اور آگاہی منکرین کے نقل کیا جاتا ہے۔

قال فی تفسیر بحر الحقائق۔ مَا یَشْغَلُ عَنِ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَسَمَاعُہٗ فَھُوَ لَھْوُ الْحَدِیْثِ۔ وفی تفسیر العرائس
الْاِشَارَۃُ فِیْ لَھْوِ الْحَدِیْثِ اِلٰی طَلَبِ عُلُوْمِ الْفَلْسَفَۃِ مِنْ عِلْمِ الطَّبْعِیِّ وَالرِّیَاضِیِّ وَعِلْمِ الْاِکْسِیْرِ
وَالنُّجُوْمِیَّاتِ وَاَبَاطِیْلِ الزَّنَادِقَۃِ وَتُرَّھَاتِھِمْ لِاَنَّ ھٰذِہٖ کُلَّھَا مُضِلَّۃُ الْخَلْقِ۔

پس اس آیت سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہین ہوتی۔ اور منکرین کا یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ آیت
ناسخ اون احادیث کی ہے جس سے اباحت اور حلت غنا کی پائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ سورۂ
لقمان مکی ہے اور احادیث جو دلالت اوپر حلت یا اباحت غنا کی کرتی ہین اکثر وہ مروی حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے ہین اور اون مین حالات اور واقعات مدینہ طیبہ کے بیان کئے گئے ہین پس کیونکر
ہوسکتا ہے کہ یہ آیہ ناسخ اون احادیث اور معاملات کی موجود مدینہ طیبہ مین واقع ہوے۔
آیہ ثانیہ جس سے احتجاج حرمت غنا پر منکرین کرتے ہین یہ ہے أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَتَضْحَكُونَ
وَلَا تَبْكُونَ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ یعنی اس حدیث سے یعنی قرآن سے تعجب کرتے ہو تم ازروی انکار کے
اور ہنستے ہو تم ازروی استہزا کے اور نہین روتے ہو تم خوف وعید سے اور تم بازی کرنے والے ہو
یا غافل۔ منکرین کہتے ہین کہ سامدون مشتق ہے سمود سے جو بمعنی غنا کے ہے پس یہ آیت دلالت
کرتی ہے مطلق غنا کے حرام ہونے پر۔ جواب یہ ہے کہ صاحب بیضاوی نے سامدون کے معنی لاہون
اور مستکبرون کے لکھے ہین اور یہ لکھا ہے کہ یہ مشتق ہے من سمد البعير في مسيره اذا رفع راسه
اسکو غنا سے کچھ مناسبت نہین ہے اور اگر سامدون کو مشتق سمد سے جو بمعنی غنا ہے فرض کرین
تو یہ مطلب ہوگا کہ سرود بہ نیت باز رکھنے سماعت قرآن سے ممنوع یا مکروہ ہے تو یہ مخالف ہمارے
نہین ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک سبب ہوگا اسباب منکرہ سے کہ وہ بالاتفاق حرام ہے پس کہان ہی
اس آیت سے دلالت اوپر حرام ہونے کل غنا کے خصوصًا اوس غنا پر جو مذکر آخرت اور شوق یاد الٰہی کا ہو۔
آیت ثالث جسکے ساتھ احتجاج حرمت غنا پر کرتے ہین یہ ہے کہ سورہ بنی اسرائیل مین واقع ہے۔
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ترجمہ یہ ہے کہ بہکا جسکو تو بہکا سکے اونمین سے
اپنی آواز اپنی سے اور کھینچ لا اوپر اونکے سوارون اپنون کو اور پیادون اپنون کو اور شریک بن اونکا
بیچ مالون اونکے کے اور اولاد اونکی کے اور وعدہ دے اونکو اور نہین ہے وعدہ دیتا شیطان کا
اونکو مگر فریب۔ وجہ استدلال مین یہ کہا جاتا ہے کہ صوت سے مراد غنا و مزامیر ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ تمام کتب تفاسیر مین معنی صوت کے آواز اور شمول باونکا ساتھ وسوسہ اور فساد کے لکھا گیا ہے

اگر صوت سے غنا ارادہ کیا جاوے تو یقیناً غنای محرم مراد ہوگا بمقتضای مقام کے کہ بیان طریقہ گمراہی شیطان کا ہے غنای مطلق کی حرمت کے لئے کب اس آیت سے استدلال ہو سکتا ہے۔

چوتھی آیت جس سے استدلال حرمت غنا پر کیا جاتا ہے یہ ہے۔ وَمَا كَانَ صَلَوٰتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً معنی یہ ہین کہ نہین ہے نماز مشرکون کے نزدیک خانۂ کعبہ کے مگر سیٹی بجانا اور تالی بجانا وجہ استدلال یہ ہین کہتے ہین کہ ہرگاہ سیٹی بجانا اور تالی بجانا ممنوع ہوا پس غنا کہ خالی اوس سے نہین ہوتا بالطریق اولی ممنوع ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت دستک زنی اور صفیر سے ایک مقام خاص پر یہ ضرور نہین ہے کہ سب وقت اور سب جگہہ یہ امر ممنوع ہو چنانچہ دستک زنی عورت کا جو خارج نماز سے ہو درست نہین ہے مگر عین نماز مین اگر اوسکو ضرورت پڑے تو جائز ہے اس طرح سے دستک زنی کرے کہ ہتیلی ایک ہاتھہ کو اوپر پشت دست دوسرے ہاتھہ کے مارے ایسا ہی شیخ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مین بجواب استدلال کرنے اس آیت کے لکھا ہے وہو ہذا۔ وَالْاِسْتِدْلَالُ اَنَّ التَّصْدِيَةَ مَمْنُوْعٌ وَالْغِنَاءُ لَا يَخْلُوْ عَنِ التَّصْدِيَةِ فَاِنْ قَالَ فَاِنَّ مِنْ مَنْعِ شَيْءٍ فِيْ حَالَةٍ مَخْصُوْصَةٍ لَا يَلْزَمُ مَنْعُهُ فِيْ سَائِرِ الْاَوْقَاتِ وَالْمَقَامَاتِ وَلِهٰذَا يَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ فِي الصَّلٰوةِ ضَرْبُ الرَّاحَةِ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهَا اِذَا نَابَهَا شَيْءٌ وَلَا يَجُوْزُ فِيْ غَيْرِهَا وَلَمَّا كَانَ الْبَيْتُ مُعَظَّمًا وَالطَّوَافُ بِهٖ صَلٰوةٌ مَنَعَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

پس مدعی حرمت غنای مطلق کو واجب ہے کہ ایسی آیت پیش کرین کہ جس سے غنای مطلق کی حرمت ثابت ہو اگر ایسی آیات ما دلہ غیر ظاہر وخفی سے استدلال جائز ہو تو آیات جنکا ذکر شروع مین ہوچکا مثل اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اور وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور نیز دیگر آیت مثل اسکے جن سے سماع غنا بطریق اولی واسطے ابطال حرمت کے برہان قاطع ہو سکتی ہین۔

احادیث جو اہل تحریم پیش کرتے ہین وہ چار قسم کی ہین ایک وہ کہ کتب اہل حدیث مین اوسکے ضعیف ہونے
یا اوسکے عدم صحت کے یا اوسکے موضوع ہونے کی تصریح ہے دوسرے وہ کہ کتب صحاح مین وہ حدیث
پائی نہین جاتی جن کتابون مین وہ روایت کی گئی ہے اونکے معتبر ہونے مین محدثین کو کلام ہے تیسرے
وہ کہ کتب احادیث مین اونکا پتہ نہین ہے تعصبًا منکرین نے اختراع او افترا کرکر شہرت دی ہے۔
چوتھے یہ کہ وہ حدیث کتب صحاح مین پائی جاتی ہین مگر مورد اوسکا خاص ہے یعنی وہ حدیث مذمت یا حرمت
غنای مین جو مقترن بمنکرات ہے وارد ہوئی ہے اور نافہمان نے اوسکو مورد عام پر لے جاکر علی الاطلاق اوسے
حرمت سمجھی ہے۔ اون احادیث کو مولوی نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ملقب بنزہۃ عشاق
مین تیسرے باب مین مفصل مع اونکی جواب کے تحریر فرمایا ہے چونکہ وہ کتاب چھپ گئی ہے لہذا بوجہ طوالت
ان اوراق مین اونکو نہین لکھا جاتا اوس کتاب کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہین۔
پس تغنی اور غنا کہ بمعنی سرود کہنے کے ہین اور سماع بکسرہ بمعنی سننے قول جمیل یعنی کلام موزون کہ ساتھ حسن
صوت کے ہو مطلقًا حرام نہین ہے بلکہ جو سماع ایسا ہو کہ منجر محبت الٰہی اور متابعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہو اور دنیا اور کار دنیا سے بیزاری پیدا کرے اور توجہ الی اللہ کا باعث ہو وہ سماع طاعت ہے
اور حلال ہے ہان البتہ وہ سماع کہ ملہی ہو یعنی باز رکھنے والا ہو صوم وصلوٰۃ اور اذکار سے اور منجر ہو
طرف امور شہوانی کے اور مذکر ہو شرب خمر کے لئے جیسا کہ زمانۂ سابق مین عادت فساق واہل دنیا کی تھی
وہ حرام ہے اور ایسا سماع ہی حرام نہین ہے بلکہ جو چیز ایسے باز رکھنے والی ہو یاد خدا سے وہ کل حرام
ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔
اگرچہ احادیث اور اقوال بزرگان سے حلت اور مباح ہونا سماع کا حسب مندرجہ بالا احسن وجوہ ثابت ہوا مگر
بعض اشخاص اس طرح سے کلام کرتے ہین کہ مطلق سماع مباح ہے مگر جو سماع کہ مزامیر کے ساتھ ہے وہ
حرام ہے اسواسطے ضرور ہے کہ کچھ حال مزامیر اور معازف اور ملاہی اور ملاعب کا لکھا جاوے۔

فصل چہارم بیچ بیان مزامیر کے۔ معنی لہو و لعب و معازف و مزمر کے بیان کئے جاتے ہین واضح ہو کہ اَللَّهْوُ فِی الْقَامُوْسِ لَهَا لَهْوًا بازی کرو کَالْتَهٰی وَالْمَلْهَاةُ بازی کنانیدن اور آن بازی۔ الْمِلْهَی آلات بازی اَللَّعِبُ فِی الْقَامُوْسِ لَعِبَ بِیَمَعَ لَعِبًا وَلِعْبًا بازی کرد ضد جد اَلْمَعَازِفُ آلات لہو معزف بکسر میم و کون عین آواز جن و جرسکہ شنیدہ شود در بادیہ بشب و بمعنی آواز بلو نیز آمدہ کَذَا فِی الْقَامُوْسِ۔ اَلْمِزْمَارُ مشتق ہے زمر سے فِی الْقَامُوْسِ۔ زَمَرَ یَزْمِرُ زَمْرًا وَ زَمَّرَ یُزَمِّرُ تَزْمِیْرًا نواخت نے را زَامِرَةٌ زن نے نواز زَمَّارٌ کَشَدَّادٍ نے نواز یہ معنی لغوی الفاظ کے ہین مگر عرف مین لہو و لعب دونون بازی کے معنی مین مشہور ہین لیکن محققین نے ایک فرق دقیق دونون مین بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ اوسکے ارتکاب مین ایک غایت مقصود ہو جیسا کہ تانس خاطر اور تفرج طبع و تنشیط دل اوسکو لہو کہتے ہین جیسا کہ جانورون کو پالنا اور گنجفہ و شطرنج و نرد وغیرہ کھیلنا اور جو چیز ایسی ہو کہ اوس کے ارتکاب مین کوئی غایت ملحوظ نہ ہو اور بغیر تصور مقصود اوسکے ساتھ شغل کرین اوسکو لعب کہتے ہین اور شرع شریف مین لہو و لعب کے لئے ایک حکم نہین ہے بلکہ ہر قسم کے لئے حسب حیثیت و اعتبار اور بلحاظ اوسکے غایت کے احکام مختلف ہین۔ علی ہذا القیاس مزامیر اور معازف عرف عام مین بہ معنی ساز اور آلات غنا کے مشہور ہین لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ مزامیر وہ چیز ہے کہ منہ سے بجائی جاوے جیسے نے و بانسلی و سرنای و قرنای ہے۔ اور معازف وہ ہے جو ہاتھ سے بجائی جاوے مانند دف و طبل و عود و ستار و طنبور و تار وغیرہ کے۔ پس سب مزامیر اور معازف کے لئے ایک حکم شرع مین نہین ہے علی الاطلاق سب معازف اور مزامیر کو حرام کہنا جہالت اور سفاہت ہے علمای محققین نے بعض کو مستحب و مسنون کہا ہے اور بعض کو حرام کہا ہے اور بعض مین سکوت کیا ہے ہر ایک کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فصل پنجم بیان اقسام واحکام مزامیر کے مین

چونکہ معازف اور مزامیر عرف عام مین بمعنی ساز وآلہ غنا کے شہرت رکھتے ہین مگر اہل شرع کے عرف
مین حدود معازف اور مزامیر اوراوتار مین اختلاف بہت ہے اسواسطے حکم بہی اونکے مختلف ہین
یہ بیان کرنا کہ یہ ساز بسایط سے ہے یا مرکب ہے اور کس نے اسکو ایجاد کیا اور کب ایجاد ہوا اور فائدہ
اوسکا کیا ہے ہمکو ضرور نہین ہے اوسکا ذمہ اہل موسیقی پر ہے مگر جن مین اہل شرع نے گفتگو کی ہے
وہ مزامیر از روے عقل چار قسم پر ہین ایک وہ کہ تار رکہتا ہو رود ہو یا ریشم خواہ آہنی یا برنجی ہی اہل ہند
اوسکو تنتری کہتے ہین جیسے کہ بین اور طنبورا اور رباب اور قانون وغیرہ ہین دوسرے یہ کہ تار نہ رکہتا ہو
اور چمڑے سے منڈھا ہو ایک طرف سے یا دونون طرف سے اوسکو اندہ کہتے ہین مثل نقارہ وطبلہ
وطبل ومردنگ ودائرہ ودف وغیرہ تیسرے یہ کہ تار اور چمڑا دونو رکہتا ہو دو ساز کو ملا کر بجاوین اور
وہ مجوف ہو اوسکے اندر کوئی چیز ڈالین کہ اوسکی حرکت سے آواز دے اوسکو گن کہتے ہین مثل جہانجہ
وجہیرہ وگہونگرو وگہنٹہ یا اوسکے اندر اہل صناعت ایسی چیز ڈالین کہ اوسکی تہوڑی حرکت سے بوسیلہ
آلات واجزاے اندرونی کے خودبخود آواز دے جیسے ارغنون ہے کہ انگریزی مین اوسکو ارگن کہتے
ہین چوتہے یہ کہ دم کی کشش سے مُنہ سے بجاوین اوسکو اہل ہند سکر کہتے ہین مثل نے وشبانہ
وسرنای وقرنای ونفیری وغیرہ۔

اب مدعی حرمت مزامیر سے پوچہا جائے کہ آیا ہر چہار قسم کے مزامیر کو علی الاطلاق حرام اور گناہ
کبیرہ وہ کہتے ہین یا بعض قسم کو بعموم انواع یا بخصوص افراد کے ہر دو صورت مین ترجیح بلا مرجح
ہے منع اونکے قول پر وارد ہوسکتی ہے اولاً یہ کہ تعریف کبیرہ کی اوسپر صادق نہین آتی اسواسطے
کہ کبیرہ وہ ہے کہ حرمت اوسکی دلیل قطعی سے جس مین شبہہ نہو ثابت ہو اور ایسی نص حرمت مطلق
مزامیر یا اوسکی جنس مخصوص مین غیر مسلم ہے ہان بعض احادیث صحاح مین مذمت غنا ومعازف

بشمول حرمت خمر وغیرہ شعار جاہلیت کے آئی ہے مثل حرمت حنتم ومزفت ونقیر ودبا برتنون شراب کے
لیکن یہ حرمت عارضی ہے ہرگاہ حرمت شراب بخوبی ثابت اور تحقیق ہوئی احتیاج واسطے قمع وقلع اوسکے
انکار او ملامت کے نہ رہی حکم نہی مذکرات شراب کا بھی باقی نہ رہا چنانچہ ظروف شراب کے اباحت فقہاء و
محدثین کے نزدیک مشہور ومعروف ہے اور مزامیر مثل ظروف کے مین بیچ حکم رفع ہونے حرمت
عارضی کے۔ اور حرمت عارضی ہر چیز مباح الاصل بلکہ طاعت او رقربت مین عارض ہوتی ہے مثلاً
نماز کہ حالت جنب وقصد ریا مین حرام ہوتی ہے اور بعض اوقات مکروہ مین حرام ہوتا ہے اور کھانا غذا
اور دوا کا بہ نیت تحصیل قوت زناکاری کے حرام ہوتا ہے باوجود اسکے حرمت کذائی اوسکی بطرف مطلق نماز
وطعام وغذا ودوا کے سرایت نہین کرتی۔ دوسرے یہ کہ حکم کبیرہ اور حکم غنا ومزامیر مین بہت تفاوت
ہے کسواسطے کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا موافق وعید کے مستحق عذاب وعقاب کا ہوتا ہے اور جو شخص مرتکب
مزامیر کا ہوتا ہے اوسکے لئے شرع مین بجز اسکے کہ لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مَنْ يَّلْعَبُ بِالطُّنْبُورِ وَمَنْ يُّغَنِّي
لِلنَّاسِ اور کوئی شناعت وارد نہین ہوئی اور بہت امور ہین کہ اونکی وجہ سے سقوط عدالت شہادت
سے ہوتا ہے یعنی اونکے مرتکب کی شہادت مقبول نہین ہوتی اور کبایر مین نہین شمار کئے گئے مثلاً سیری شکم
پر ایک لقمہ زیادہ کھانا اور سربازار کھانا اور راستہ مین پیشاب کرنا ودیگر امور خسیسہ مین جن سے عدالت
گواہ کی ساقط ہوتی ہے اور کچھ وعید واسطے عذاب وعقاب کے اوسکے حق مین وارد نہین ہے اور چونکہ
مطلق غنا او مزامیر کا سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوچکا تو وہ امور خسیسہ مین شامل نہین ہوسکتا
چہ جائے کہ معصیت اور گناہ کا لفظ اوسپر اطلاق کیا جاوے۔

تیسرے یہ کہ اختلاف متقدمین ومتاخرین فقہا ومحدثین مین بیچ حلت وحرمت انواع معازف اور مزامیر
مین برہان قاطع ہے اس بات پر کہ کوئی نص صحیح اوسکی مطلق حرمت مین ثابت نہین ہے کیونکہ جس
چیز کی حرمت نص قطعی قرآن یا حدیث سے ثابت ہوتی ہے اوسکی تمام انواع اور افراد کے لئے

حرمت متفق علیہ تمام مجتہدین کے نزدیک ہوتی ہے مثل زنا و سرقہ و قتل واکل میتہ و مانند اسکے
ہرگاہ حسب روایات فقہہ حلت اور حرمت اقسام مزامیر مین اختلاف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے پس
معلوم ہوا کہ کوئی نص قطعی حرمت مطلق یا جنس مزامیر مین وارد نہین ہوئی اسوقت مین مزامیر
بھی مثل غنا کے مختلف اور مجتہد فیہ پائے گئی اور انکار اور ارتکاب امر مجتہد فیہ مین نہ فاسق ہوتا ہے اور
نہ مستحل اوسکا کافر ہوتا ہے۔

فی الفوائد استفتی الامام عین الدین عن سماع صنع فی زماننا مع الآلات قال انه
مباح وقال مجتهد العصر والزمان امام فخر الدین شیرازی رحمة الله علیه المزامیر
موجدٌ للاصوات الموزونة فهو بالنظر الی نفسه مباح وذکر الامام اما الکراهة لعلة
اخری وهو التذکر عند شرب الخمر کما روی الثقات عن النبی صلی الله علیه وسلم
اذا حرم الخمر حرم المزامیر اذ الناس یضربون وقت شربه فحرم منهم لتذکره ایضا
وهو قبیح لمعنی فی غیره فاذا کانت هذه المفقودة یفقد الحرمة ایضا ولهذا یباح
ضرب الدف فی الحرب والعرس وضرب الصنج للاوقات الخمس بحیث ان الحکم یتغیر
بتغیر العلة واذا کانت النفس منزهة بالصوت الزکا مشافهة لمشاهدته تعالی
فاصوات المزامیر داعیة من الکدر الی الصفا ومرفعة من التسفل الی العلی اذا
الحسن موقوتة الارواح وقوتها فی عالم الملکوت ترجمہ فتاوی فوائد مین مروی ہے
کہ امام عین الدین سے استفتی کیا گیا اوس سماع سے جیسا کہ ہمارے زمانہ مین مع آلات کے
ہوتا ہے کہا اونہوں نے کہ وہ مباح ہے اور کہا مجتہد عصر امام فخر الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
نے کہ مزامیر موجد ہین آواز موزون کے لئے وہ بہ نظر ذات اپنی کے مباح ہین اور ذکر کیا ہے
امام نے کہ مزامیر مین حرمت بوجہ دوسری علت کے ہے جو اسکو عارض ہوئی ہین اور وہ یاد دلانا ہے

شراب خواری سے جیسا کہ روایت کی ہے ثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حرام کی گئی شراب حرام کئے گئے مزامیر اسواسطے کہ وقت شراب خواری کے آدمی اوسکو بجاتے تھے پس اونکا بجانا حرام کیا گیا بوجہ یاد دلانے خمر کے پس مزامیر قبیح ٹھہرائے گئے دوسری وجہ سے جو اوسکے غیر مین تھے جب وہ وجہ جاتی رہی تو جاتی رہی گی حرمت بھی اوسکی اور اسی واسطے بجانا دف کا لڑائیون اور شادی مین اور بجانا منع یعنی جہانجہ کا اوقات خمسہ مین مباح ہوا کیونکہ بوجہ متغیر ہونے علت کے حکم بھی متغیر ہو جاتا ہے اور ہر گاہ نفس منزہ ہوتا ہے آواز کی یعنی پاک کے ساتھہ تو وہ زیادہ اور تیار ہو جاتا ہے واسطے مشاہدہ اللہ تعالی کے پس آواز مزامیر کی نفس کو کدورت سے طرف صفائی کی بلانے والی ہوتی ہے اور اسفل سے اعلی کی طرف کھینچ لیجاتی ہے اسواسطے کہ آواز حسن قوۃ ارواح کی ہے اور اوسکو عالم ملکوت مین ایک قوت ہے — اور احیاء العلوم مین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہین کہ ظروف شراب اور مزامیر مین حرمت عارضی ہے نہ ذاتی اور ایسا ہی فتوی ابراہیم شاہی اور فتاوی غیاثیہ مین مرقوم ہے — اور نیز شیخ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محققین نے فرمایا ہے کہ ممانعت اوتار اور مزامیر سے تین وجہ پر ہے اول یہ کہ ابتدای اسلام مین مزامیر کی آوازین داعی ہوتی تھین شراب خواری کے لئے یعنی اونکو سنکر لوگ شراب پینے کے لئے مستعد ہو جاتے تھے جب شراب حرام ہوئی تو دواعی بھی اوسکی حرام کئے گئے دوسرے یہ کہ قریب وقت شراب خواری کے جو مزامیر بجائے جاتے تھے وہ زیادہ شوق شراب خواری پر دلاتے تھے اور لوگ شراب خواری اور شوق فسق مین زیادہ اقدام کرتے تھے تیسرے یہ کہ اجتماع اور بجاو کرنا اوتار اور مزامیر پر عادت اہل شرب یعنی شراب خوارون کی اوس زمانہ مین تھی لہذا مسلمانون کو منع کیا گیا کہ تشبہ بکفار لازم نہ آوے پس حال علت اول اور ثانی کا بلا تفاوت حال حرمت ظروف شراب کا ہے یعنی تا وقتیکہ حرمت شراب مسلمانون کے ذہن مین کما حقہ راسخ نہین ہوئی ظروف شراب کا بھی استعمال حرام کیا گیا اور بعد تقرر اور تحقیق حرمت

شراب کی حرمت ظروف سے زائل کی گئی چونکہ علت ممانعت ظروف و مزامیر مشترک ہی پس اجازت ظروف کے استعمال سے اباحت مزامیر کی ہی کہ اصل مین مباح ہے ثابت ہوئی اور علت سوم کہ تشبہ بکفار ہے وہ بھی آلات غنا مین پائی نہین جاتی اسواسطے کہ تشبہ بکفار سے وہی چیز حرام ہوتی ہے جو چیز خصائص کفار سے ہو اور اسلام مین پائی نہ جائے جیسے سنکھ مندرون مین بجائے جاتے ہین اگر کوئی مسجد مین سنکھ بجائے اور اوسکو عبادت جانے البتہ وہ حرام ہوگا اور ایسے ہی مخنثون کا طبل ہے کہ جسکو ہندی مین ڈورو کہتے ہین اور مختص فاسقون کے لئے ہے اور مثل انکے اور جو کچھ ہو۔

سوال اگر کوئی کہے کہ احادیث اور اخبار جو دلایل اباحت مین ذکر کی گئین اون سے سنا دف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنا عود و بربط و طبل غازی و حجاج کا صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باختلاف اقوال ثابت ہوا اگر ڈھول اور طبلہ و مردنگ و پکھاوج و سارنگی و ستار اور طنبورہ وغیرہ آلات مخترعہ کہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ تھے حکم اباحت اونکا کہان سے معلوم ہوا۔ جواب مین کہتا ہون کہ موافق مذہب حنفی اوسکی اباحت محتاج دلیل کی نہین ہے اسواسطے کہ موافق ضابطہ حنفیہ کے اشیاء مین در اصل اباحت ہے حرمت کسی چیز کی ثابت نہین ہوتی مگر بوجہ وارد ہونے نص کے خاص اوس چیز مین چنانچہ علماء حنفیہ فرماتے ہین کہ حدیث اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ بِالدَّفِّ مین حکم واسطے استحباب اور سنت دف زنی کے ہے والا اباحت غنا و دف زنی حکم کی محتاج نہین ہے۔ اور بموجب مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اون کے نزدیک اصل ہر شے مین حرمت ہے احادیث مذکورہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے اباحت مطلق مزامیر کے کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ وارد ہونا نص کا ایک فرد مین ثابت کرتا ہے مطلق اباحت کو لیکن دیگر اقسام مزامیر کہ نص شرعی کا اونکی حلت مین وارد ہونا پایا نہین جاتا سکوت عنہ رہا اکثر علماء حنفیہ موافق اپنے اصول کے اونکی اباحت کے قائل ہوئے اور بعضے ساکت ہین۔ اور علماء شافعیہ نے

قیاس لینا جاری کیا یعنی جس چیز کو مثل دف وطبل و عود وشبانہ سے پایا اوسکی اباحت کی تصریح فرمائی اور جس مین نہی پائی اوسکو حرام کہا اور باقی مین سکوت اختیار کیا پس مقدمہ مزامیر کا مجتہد فیہ پایا گیا اور انکار اور ارتکاب امر مجتہد مین نہ فاسق ہوتا ہے نہ مستحیل اوسکا کافر ہوتا ہے۔ ازنغمۃ الشوق

خاتمہ (آثار و فوائد و شرائط و آداب سماع مین)

واضح ہو کہ سماع سبب اصلاح طبع اور موجب جمعیت حال سامع کا ہے اسواسطے کہ آدمی مین ایک نفس دوسرے ہوا یعنی خواہش تیسری عقل چوتھے روح ہے اور ان چارون کے واسطے غذا ضروری ہے آدمی کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اوس سے یہ اثر مترتب ہوتا ہے کہ وہ غذا ان چارون کے لئے ہو یا کسی ایک کے لئے جب غذا ایک کی حاصل ہوتی ہے تو دوسرے کو وحشت اور پریشانی پیدا ہوتی ہے جب چارون کے لئے ایک نعمت سے غذا یعنی حصہ پہنچتا ہے تو پہر کوئی خصومت اون مین نہین رہتی اور ہر ایک اپنی غذا کے ساتہہ مشغول ہوتا ہے پس یہی حال سماع سے حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ جو بات ساتہہ آواز خوش کے سنی جاتی ہے اوس سے یہ چارون محظوظ ہوتے ہین اولاً نفس راستی اور درستی اور کبھی آواز نظم ونثر وصنائع وبدائع اوس بات مین محظوظ ہوتا ہے۔

اور ہوا یعنی خواہش استقامت وانحراف اصول موسیقی وترتیب وتنسیق نغمون مین مائل ہوتی ہے اور عقل اصل معانی اور لطافت سخن کے ساتہہ ملتفت ہوتی ہے اور روح آواز خوش کے ساتہہ کہ مبدا اوسکا ہے عالم ارواح سے میل کرتی ہے پس اوس بات کی استماع سے ہر ایک اپنی غذا سے بہرہ مند ہو کر وہ لذت اور جمعیت اور ذوق اور شوق حاصل کرتا ہے جو اور نعمای الہی سے میسر نہین آتا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ سماع حق سے ہے کہ طبیعتون مین اثر کرتا ہے بعض آدمی سماع مین بیہوش اور بعض ہلاک ہوتے ہین کوئی ایسا آدمی نہین ہے کہ مداعتدال سے اوسکی طبیعت باہر نہ ہوتی ہو یہ دعوی محتاج دلیل اور برہان کا نہین ہے ہر ذی روح کہ جسکی عقل اور حواس صحیح ہونگے

اس بات کو دریافت کرسکتا ہے اور جو اس لذت سے محروم ہے جاننا چاہیے کہ طبیعت اوسکی جامد اور
عقل اور روح اوسکی علیل ہے اوسکو انسانیت سے حصہ نہین دیا گیا ہے ہر گاہ خاصیت مطلق سماع
کی دریافت ہوئی اب جاننا چاہیے کہ سماع محرک اوس معنی کا ہوتا ہے کہ جو سامع کے دل مین ہو چنانچہ تائب جب
سنتا ہے اوسکو سماع سے حسرت اور ندامت اور مشتاق کو شوق رویت اور موقن یعنی یقین کرنے والے
کو یقین کی تاکید اور محب کو باعث انقطاع علائق اور بے نوا کو بینا و نومیدی کی علائق سے اور جو کہ
دردمہاجرت اور روا صال کو لذت مواصلت زیادہ ہوتی ہے ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثال سماع کی
مانند آفتاب کے ہے کہ جس چیز پر وہ چمکتا ہے اوسکو موافق مرتبہ اپنے کے ذوق اور سرت حاصل
ہوتا ہے ایک کو جلاتا ہے ایک کو افروختہ کرتا ہے ایک کو نوازتا ہے یعنی فائدہ پہنچاتا ہے ایک کو
گلاتا ہے پس آثار سماع کے موافق اختلاف طبائع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف اور
متفاوت ہوتے ہین مراتب مستمعان سماع ہر چند مستمعان کے مراتب یعنی درجے بہت ہین لیکن
بمقتضای غلبۂ نفس و ہوا و عقل و روح چار قسم سے باہر نہین ہین اول یہ کہ صرف آواز کے سننے سے
محظوظ ہون وہ آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو یا وہ آواز نغمۂ آلات و ساز کے ہو اور عام اس سے
کہ مہمل ہو یا موضوع ہو اور موزون ہو یا ناموزون اور قطع نظر اس سے کہ جو بات سننے گی ہو وہ سمجھ
مین آوے یا نہ آوے یہ ادنی تاثیر سماع کی ہے اور اس اثر مین ہر ذی روح انسان کے شریک
ہے حتی کہ بیل اور اونٹ اور سانپ و مور وغیرہ واسطے کہ عالم ارواح کو ساتھ عالم حسن و جمال کے
ازل سے ایک مناسبت ہے ۔ دوم کہ طبیعت الحان اور نغمات کے ساتھ جو موزون بوزن موسیقی
کے ہون مناسبت رکھتی ہے ایسے سننے والے صرف بوجہ سننے آوازون کے کہ مولف مضامین مراد
تال اور سم کے ہون متلذذ ہوتے ہین برابر ہے کہ وہ آواز خوش آوازی سے ادا کیجاوے یا کریہہ
آواز کے ساتھ ہو اور وہ انسان سے ہو یا چوب اور تار وغیرہ آلات سے ہو اور قطع نظر اس سے کہ

بیان مراتب مستمعان سماع

سموع با معنی ہو یا بے معنی مگر بوضع ہونے موسیقی کے حظ حاصل کرتے ہین اور برابر ہے کہ اونکے دل مین
معنی عشق مجازی سے یا حقیقے سے ہو یا نہو۔ سوم یہ کہ نسبت عشقیہ قلب سامع مین ہو اور مقصود اوسکا
سماع سے سمجھنا مسموع کا اور اپنی مراد پر اوسکے مضمون کو منطبق کرنا ہو چونکہ مراتب اہم سماع مین
سمجھنا مسموع کا ہے اور مراتب فہم متفاوت ہوتے ہین لہذا یہ نوع دو قسم پر ہے قسم اول سماع عام
ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ سنے اور سمجھے اوسکو اپنے مطلوب پر جو جنس مخلوق سے ہے منطبق کرے مثلاً
ذکر خال وخط و زلف وابرو کو سنکر اپنے معشوق مجازی پر خواہ وہ معین ہو یا غیر معین وارد کرے اگر
ذکر ساقی اور شراب اور شراب خانہ کا سُنے اوس سے معنی ظاہری مراد لے اگرچہ یہ قسم مذموم ترین سماع
سے ہے مگر عشق مجازی مین ہی آتش سماع تدریجاً سوز و گداز پیدا کرتی ہے اور عاشق مجازی کی طبیعت
کو آمادہ قبول عشق حقیقی کا کر دیتی ہے۔ قسم دوم سماع خواص ہے وہ بہی منقسم دو قسم پر ہے ایک
سماع مبتدیان ہے وہ یہ ہے کہ بعد سمجھنے مضمون کے مسموع کو اپنے احوال پر وارد کرے پس
نسبت عشقیہ کہ خداوند سبحانہ کے ساتھہ رکھتا ہے وہ آتش شوق الٰہی کو دل مین جنبش دیگی اور رہبر
مرید ضرور کوئے مراد رکھتا ہے اور اوسکو طریق سلوک مین ایک حال ہوتا ہے جب سالک نئے کو سماع
سنتا اور سمجھتا ہے تو مسموع کو مشتمل اوس چیز پر پاتا ہے جو مناسب حال سالک کے ہی البتہ سماع
اوسکے معاملہ مین ترقی کرتا ہے اور اوسکو اوسکے حال سے لے جاتا ہے مثلاً سالک طالب لقا ہے
یا مبتلای شوق وصل ہے یا گرفتار سوز ہجر مین ہے اور مسموع شامل ہے ساتھہ ذکر عتاب یا خطاب
اور قبول یا رد کے یا اوپر وصل یا ہجر وغیرہ کے پس ضرور ہے کہ وہ مسموع کے مضمون کو موافق
مراد اپنی کے وارد کر کے اوس سے محظوظ ہوگا۔ دوسری قسم سماع منتہیان ہے وہ یہ ہے کہ سامع
تمام مقامات اور حالات مبتدیان کو طے کر چکا ہو اور بعد فنای نفس اور انعدام معاملات نفسی کے اوسکا
فہم ماسوای اللہ سے فارغ ہو چکا ہو اور مشاہدۂ حق مین وہ مستغرق ہو ایسے لوگون کی حالت مشابہ ہے

سماع عام

سماع مبتدیان

سماع منتہیان

لون عورتون کے حال سے کہ جنہون نے مشاہدہ جمال یوسف علیہ السلام مین بجاے لیمون کے اپنے ہاتھ چاقو سے کاٹ ڈالے اور ہاتھ اور لیموین کچہ فرق نہ کیا یہ لوگ جو کچہ سنتے ہین وہ ساتھہ حق کے سنتے ہین اور حق سے سنتے ہین انہین کی شان مین یہ آیت ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اقتباس الانوار مین لکھا ہے کہ حالات سماع چند اقسام پر ہین اول ابتداءً حال مین غایت قلق واضطراب مہجوری مقصود سے صوفی کو ایک تغیر پیدا ہوتا ہے ایسی حالت مین صوفی لاچار ہوتا ہے یہ کیفیت نزدیک اس قوم کے چندان لائق اعتبار کے نہین ہے دوم ایک کیفیت ہے کہ عروج کے وقت صوفی بے حس وحرکت ہوجاتا ہے اسواسطے کہ دم مسافر بمتابعت مقیم کے منقطع ہوتا ہے یہ حال بہت بزرگ ہے لیکن یہ کام مبتدیون کا ہے ابتدائی عروج مین ایسی کیفیت ہوتی ہے۔

قسم سوم یہ ہے کہ صوفی روح کو رقص کرتے ہوے دیکھتا ہے اوسکی متابعت مین خود رقص کرنے لگتا ہے اور بے اختیار ہوتا ہے یہانتک کہ روح بصورت ساکن نہ نظر پڑے یا اوسکی نظر سے غائب نہ ہو تسکین صوفی کو نہین ہوتی علامت قسم اول کی سرخی منہ کی ہے اور علامت قسم ثانی کی زرد ہوجانا منہ سالک کا ہے مگر یہ دونون قسمین اس گروہ کے نزدیک اعتبار کلی نہین رکھتی ہین لیکن قسم سوم جو اس سے برتر ہے یہ ہے کہ مشاہدہ روح اعظم مین صوفی غرق ہوتا ہے اور بمتابعت اوسکے رقص کرتا ہے اوسوقت جسم ظاہری اوسکا حکم روح کا رکہتا ہے اور نظر خلق سے علحدہ ہوجاتا ہے یہ قسم اعلیٰ وافضل ہے اس حال مین رنگ چہرہ اور آنکہین صوفی کی سرخ ہوجاتی ہین اور صورت اوسکی مہیب خلق کو نظر آتی ہے۔ اور ایک قسم اور ہے کہ صوفی ہجر اور وصال مین رقص کرتا ہے اور کبھی ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے یعنی جو مطلوب کو حاضر دیکھتا ہے ہنستا ہے اور رنگ اوسکا سرخ ہوجاتا ہے اور جو مطلوب کو غائب پاتا ہے روتا ہے اور رنگ اوسکا زرد ہوجاتا ہے یہ قسم نہایت عالی ہے کہ ہجر اور وصال معاً

ظہور پذیر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ سماع مین امر اہم سمجھنا مسموع کا اور اوسکو اپنے حالات پر وارد کرنا ہے اور اکثر کلام نظم ونثر ودوہرہ وکبت وخیال وٹپہ وہولی وٹھمری وغیرہ مین ایسے الفاظ مستعمل کئے گئے ہین اور اونکے معانی ظاہری کا مصداق معشوق حقیقی مین پایا نہین جاتا مثلاً زلف وخال وخط ورخسار ولب ودانت وآنکھ وکان وہاتھ وپاوسر وگردن وسرین وکمر وناز وکرشمہ وسحر وجادو کہ یہ مخصوص ساتھ معشوقان مجازی کے ہین اور شراب وکباب ومیخانہ وساقی وپیمانہ وپیالہ ومینا وصنم وبتخانہ وغیرہ کہ یہ نہین پائے جاتے مگر دنیاوی عیش مین اور اہل شریعت کے نزدیک شرط مسموع کے لئے یہ ہے کہ وہ تاویل پذیر ہوا اور صاحبان طریقت کے نزدیک بہی ایسی چیز کے ساتھ التفات کرنا کہ جو معشوق حقیقی سے تعلق نہ رکہتی ہو بزہ کاری ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ ہزارہا اولیا وصدیقین نے ایسے اقوال اور اشعار کے سننے مین کہ جنمین الفاظ مذکورہ شامل ہین جان دی ہے اور حظ وافر ونصیبہ تمام حاصل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اس گروہ حق پژوہ کے نزدیک ان الفاظ ظاہری سے معنی مرادی اور ہین کہ اونکے سننے سے ساتھ معشوق حقیقی کے توجہ فرماتے ہین اور اپنی مراد معنوی کو پہونچتے ہین۔ اسی واسطے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جامع طریقۃ وحقیقۃ حضرت سید اشرف جہانگیر السمنانی قدس سرہ نے لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی تشریح معانی ایسے الفاظ کی فرمائی ہے اوسکو ملاحظہ کیا جاوے اس نحیف نے آخر اس کتاب مین نقل کردیا ہے۔

آداب سماع

آداب سماع کے کہ اہل طریقت واسطے استفادہ سماع کے اور نکے لئے تاکید فرماتے ہین وہ منحصر ہین زمان ومکان واخوان کی رعایت کرنے مین لیکن زمان سے مراد وقت ہے کہ فارغ ہو فکر نماز وتلاوت قرآن ومراقبہ واوراد وغیرہ واجبہ اور ملتزمہ سے اور نیز وہ وقت خالی ہو خلجان ضرورت بشری سی مانند

وقت کہانا کہانے اور حاجت پیشاب و پاخانہ وغیرہ سے اور وہ وقت ایسا نہو کہ بوجہ دوسرے فکرون کے خاطر پریشان ہو کہ ایسے اوقات مین سماع کچھہ فائدہ نہین دیتا بلکہ وقت سماع کے جمعیت دل و فراغ خاطر تعلق ماسوی اللہ سے ضرور رہے تاکہ قلب سامع کا مستجلب رحمت الٰہی کا ہو۔

لیکن مکان۔ مراد مکان سے وہ ہے کہ محل سماع کوچہ و بازار و رہ گذر عام و مجمع تماشائیان عورت و مرد کا نہ ہو اور جگہہ تنگ و تاریک اور بموقعہ نجاست مثل گھوڑے وغیرہ کے نہ ہو اور نیز مکان کسی امیر جابر اور بادشاہ و وزیر ظالم کا نہ ہو اسواسطے کہ صوفیون کے دل وہان وساوس اہل دنیا سے خطرناک ہونگے ایسے مقامات مین سوای ضائع کرنے وقت کے کچھہ فائدہ سماع سے حاصل نہین ہوتا۔ لیکن اخوان سے یہ مراد ہے کہ مجلس اور صحبت سماع مین جو لوگ حاضر ہون وہ اہل او سکے ہون اہل سے یہ مراد ہے کہ دل اون لوگون کے خالی عشق اور محبت خدا سے نہ ہون اور اہل اللہ کے ساتھہ حسن عقیدت رکھتے ہون اور غفلت اور انکار کے ساتھہ سماع کو نہ سنتے ہون اگر محفل مین سالکان ہم طریق مانند چشتیان و قادریان وغیرہم مجتمع ہون اونکی اثر صحبت سے زیادہ تر فیض محفل مین جلوہ گر ہوتا ہے ہر گاہ اہل غفلت و ہوا و دنیا دار بے ادب و متکبر یا بعض سالکان منکر اور متعصب یا درویشان شریک ہون اور واسطے نمائش کے جوش و خروش کرین ایسے لوگون کی حضوری سے وہ فیض جو سماع سے ہوتا ہے مسدود ہو جاتا ہے اور صحبت کا رنگ دگرگون ہوتا ہے اگر مجلس مین اشخاص مختلف ہون تو للاکثر حکم الکل ہوتا ہے مگر مجلس مین اگر ایک صاحب دل و صاحب تصرف ہو تو سب پر وہ محیط ہوتا ہے اور اپنے رنگ مین سب کو یا جسکو وہ چاہے رنگ لیتا ہے لیکن اعراس بزرگون مین جو مجمع اشخاص مختلف الطبائع کا ہوتا ہی اون سب مین اثر فیض صاحب مزار ضرور ہوتا ہے اور کل اوس سے حسب ظرف اپنے کے بہرہ ور ہوتے ہین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیاء سعادت مین تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ اہل سماع

مین اگر وہ مجلس مین بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب لوگ سر ڈالکر بیٹھین ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھے نہ کسی
سے بات کرے اور پانی نہ پئین اور ادہر اودہر نہ دیکھین اور ہاتھہ پاؤن نہ ہلاوے اور اس طرح سے
بیٹھے جیسے تشہد پڑہتے وقت نماز مین بیٹھتے ہین اور سب اپنے دل کو حق تعالی کی طرف متوجہ رکھین
اور منتظر اسکے رہین کہ کیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے بوجہ غلبہ وجد کے اگر کوئی کھڑا ہو جاوے
تو سب لوگ اوسکی موافقت کے لئے کھڑے ہو جاوین اگر اوسکا کپڑا یا پگڑی گر پڑے تو اوسکو اوٹھالین
علاوہ اسکے اور آداب ہین کہ ہر مرید اپنے پیر سے معلوم کرسکتا ہے۔

آداب قوّالان

چاہیئے کہ قوال می خوار و بد اطوار نہ ہو بلکہ نماز گزار و اہل نیاز ہو یعنی بزرگون اور صوفیون کے ساتھہ
عقیدت مند ہو اور اُجرت اپنی سرود کی مقرر نہ کرے بلکہ یلّٰہ خوش کرنا مستمعان کا اوسکا مقصود ہو
بطور انعام وصلہ شیخ وقت یا کسی صوفی صاحب حال سے جو وہ پاوے اوسکو تبرک جانے اور صوفیونکی
محفل مین باطہارت بیٹھے اور آغاز اور اختتام سماع کا کلام ربانی و آیات قرآنی پر کرے اگر قوال کو
کچھہ قرآن شریف سے یاد نہو تو اہل محفل سے جو کوئی قاری اور حافظ ہو وہ کچھہ تبرکاً پڑہے بعدہٗ قوال کو
چاہیئے کہ اول حمد پہر نعت پہر مدح بزرگان دین سے آغاز سرود کرے بعد ازان حسب رغبت اہل صحبت
برعایت وقت و بلحاظ فہم مستمعان گاوے اور جو صوفیون کی سمجھہ مین نہ آوے وہ نہ گاوے بلکہ واسطے
مردمان عرب کے عربی اور ترکیون کے لئے ترکی اور آگے فارسی دانون کے کلام فارسی اور آگے
ہندیون کے ہندی گاوے اور ایسا آہنگ اختیار نہ کرے کہ الفاظ و مضمون اہل محفل کی سمجھہ مین
نہ آوین۔ اور تداخل مضامین مین نہ کرے یعنی اگر کلام شعر بحر شروع کرے تو اوسمین دوسرا کلام منفصل
وصل ہو نہ ملاوی تاکہ موجب توحش خاطر مستمعان کا نہو اور جس چیز پر کسی صوفی کو ذوق و شوق ہو اوسکی
تکرار کا مضائقہ نہین ہے اور جو مزامیر کہ مخصوص اہل شرک اور اہل ہوا کے ہین اونکو نہ بجاوے

مثلاً سنکھ و ناقوس و طبل مخنثان کہ اوسکو ڈورو کہتے ہین و یراع یعنی بانسلی اور کوبہ یعنی مرذنگ
کہ اون مین مخصوص شارع سے نہی آئی ہے اسواسطے کہ محفل صوفیون کی محض واسطے ازدیاد عشق
و محبت الٰہی اور تحصیل ذوق و شوق آخرت و زہد اور بیزاری دنیا کے لئے موضوع اور مرتب ہوتے
ہے اور ہر حال مین آداب شریعت و طریقت کو نگاہ رکھین اسواسطے کہ سماع با آدابہ و شرائط مستجب
رحمت الٰہی اور مستوجب زیادہ کرنے نسبت کا صوفیون علیہم الرحمۃ کے حق مین ہے ۔

بیان وجد و تواجد و تحمل کا

قدوۃ المحققین علی ابن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب مین لکھتے ہین کہ وجد اور وجود مصدر مین ایک
بمعنی اندوہ یعنی غم اور دوسرے بمعنی یافتن چونکہ دونون کے فعل ایک ہین لہذا فرق جوان مین ہوتا ہے
وہ مصدر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ یون بولا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْداً بمعنی یافت اور وَجَدَ
یَجِدُ وَجْداً بمعنی اندوہگین شد اور نیز یون بھی کہا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ جِدَۃً بمعنی توانگر شد
وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْدَۃً چون در خشم شد ۔ پس ان سب مین فرق مصدر سے معلوم ہوتا ہے نہ افعال سے
حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مراد وجد اور وجود سے ثابت کرنا دو حال کا ہے جو
اونکو سماع مین پیدا ہوتے ہین ایک وہ کہ مقرون باندوہ ہو دوسرے وہ کہ موصول ہو ساتھ پانے
مراد کے حقیقت اندوہ فقدان محبوب اور منع مراد ہے اور حقیقت پانے مراد کی حصول ہونا مراد کا
ہے اسکا نام وجد ہے فرق درمیان حزن اور وجد کے یہ ہے کہ حزن نام ایک اندوہ کا ہے کہ اپنے
نصیب مین ہو اور وجد نام اوس اندوہ کا ہے کہ نصیب غیر ہو بوجہ محبت کے اور یہ تعبیرات سب صفت طالب
کی ہین اور حق لا تغیر اور کیفیت وجد کی عبارت کے تحت مین نہین آسکتی اسواسطے کہ وہ ایک الم معائنہ مین
ہوتا ہے اور الم کو قلم بیان نہین کر سکتا ہے ۔ پس وجد ایک سر درمیان طالب اور مطلوب کے ہے کہ اوسکو
انکشاف مین بیان کرنا عیب مین داخل ہے اور کیفیت وجود نشان اور اشارہ سے درست طور پر

بیان نہین کیجا سکتی ہے اسواسطے کہ وہ ایک طرب ہے مشاہدہ مین پس وجود ایک فضل ہے محبوب سے
ساتھ محب کے اور ایک گروہ یہ فرماتے ہین کہ وجد صفت مریدون کی ہے اور وجود نعمت عرفان ہے
اور درجہ عارف کا مرید سے بلند ہوتا ہے۔ تواجد وہ تکلف کرنا ہے اتیان یعنے حصول وجد اور
انعام اور شواہد حق کو اپنے دل پر عرض کرنے مین اس مین دو گروہ ہین ایک وہ کہ تقلید کرتے ہین حرکات
ظاہری اور ترتیب رقص اور تزئین اشارات بزرگان مین یہ حرام محض ہے دوسرے یہ کہ وہ محقق
ہین کہ مراد اونکی تواجد مین طلب احوال اور طلب درجات بزرگان سے ہے نہ حرکات ورسوم اونکی۔ اصل یہ ہے
کہ فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فھو منھم اور نیز فرمایا اذا قرأتم القرآن
فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا یہ حدیث ناطق ہے واسطے اباحت تواجد کے۔ اور روایت کی گئی ہے
کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑہی سورہ نسار آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب کہ
اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا
فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حَسْبُكَ یعنی بس کر اور دونون آنکھو مبارک سے آپکی آنسو بہتے
تھے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ آگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت پڑہی گئی إِنَّ لَدَيْنَا
أَنْكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا پس حضرت بیہوش ہوگئے اور خشوع ہی۔ واضح ہو کہ وجل اور خشوع بہی
وجد ہے اگرچہ وہ من قبیل مکاشفات نہین ہے مگر من قبیل الاحوال ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے یہ کیفیت تہی کہ جب آئیہ رحمت پر گذرتے تہے تو دعا اور استبشار فرماتے تہے اور استبشار
بہی وجد ہے اور ثنا اور تعریف فرمائی ہے اللہ تعالی نے اہل وجد کی جیسا کہ ان آیات سے ثابت
ہے وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ
الْحَقِّ۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ روایت کی گئی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور آپکا سینہ مبارک ایسا جوش کرتا تہا جس طرح سے

بیان تواجد

تانبے کی دیگ مین جوش آتا ہے۔ اور بنسبت وجد صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقل
کیا گیا ہے کہ بہت ایسے تھے کہ وقت پڑہنے قرآن شریف کے خروش فرماتے تھے اور بہت ایسی تہی کہ روتے
تھے اور بعض ایسے تھے کہ اونکو غش آجاتا تہا اور بعض ایسے تھے کہ اوسی خوف مین مرجاتے تھے۔ روایت
کی گئی ہے کہ حضرت زرارہ بن ابی اوفی کہ تابعین سے تھے اور وہ امامت آدمیون کی کرتے تھے جب
اونہون نے یہ آیت پڑہی فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ پس خروش کیا اور محراب مین گر کر مر گئے۔ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت پڑہی إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ پس آپنے
ایک بڑی آواز کی اور غش کہا کر گر پڑے آپکو اوٹہا کر آپکے گہر لے گئے ایک مہینے تک آپ بیمار رہے۔
حضرت محمد معین الدین نقشبندی کتاب مرقق القلوب مین یہ حدیث لکہتے ہین عن انس رضی اللہ عنہ قال كُنَّا
عِندَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللهِ إِنَّ فُقَرَاءَ أُمَّتِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَنْبِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ
فَفَرِحَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يُنْشِدُنَا شَيْئًا فَقَالَ بَدَوِيٌّ
نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ هَاتِ فَأَنْشَدَ الْبَدَوِيُّ **شعر** لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوَى كَبِدِي
فَلَا طَبِيبَ لَهَا وَلَا رَاقِي ؛ إِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي شُغِفْتُ بِهِ ؛ فَعِنْدَهُ رُقْيَتِي وَتِرْيَاقِي
فَتَوَاجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ
عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَلَمَّا فَرَغُوا أَوَى كُلُّ وَاحِدٍ إِلَى مَكَانِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبُو سُفْيَانَ
مَا أَحْسَنَ لَعِبَكُمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ مَهْ يَا مُعَاوِيَةُ لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنْ لَمْ يَهْتَزَّ عِنْدَ
سَمَاعِ ذِكْرِ الْحَبِيبِ ثُمَّ اقْتَسَمَ رِدَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَاضَرَهُمْ
بِأَرْبَعِمِائَةِ قِطْعَةٍ۔ تفسیر فتح العزیز مین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
جب سب مال اپنا راہ حبیب خدا مین صرف کیا اور کمل کا کرتہ پہنکر مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مین آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام پیام خداوندی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ
ابوبکر کو خداوند تعالی سلام فرماکر پوچھتا ہے کہ وہ اس مفلسی مین بھی مجھ سے راضی ہے یا نہین حضرت
ابوبکر کی اسکو سنکر وہ حالت پیدا ہوئی کہ باربار آواز بلند مثل ارباب وجد مست ہوکر فرماتے تھے
اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ - کیمیاء سعادت مین ہے اخرج البیہقی کہ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ فَحَجَلَ یعنی ای علی تم مجھسے
ہو اور مین تم سے پس خوشی سے حضرت علیؓ نے رقص کیا اور جیسا کہ عادت عرب کی ہے چندبار زمین
پر پاؤن مارے - اور واسطے حضرت جعفر کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ
وَخُلُقِیْ فَحَجَلَ یعنی ای جعفر تم خلقت اور خلق مین میرے مشابہ ہو پس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے
خوشی سے رقص کیا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِزَیْدِ ابْنِ حَارِثَۃَ اَنْتَ اَخُوْنَا
وَمَوْلَانَا فَحَجَلَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے زید ابن حارثہؓ کے کہ تم برادر اور مولا
ہمارے ہو تو اونہون نے خوشی سے رقص کیا - پس جو شخص کہ یہ کہتا ہے کہ یہ حرام ہے وہ خطا
کرتا ہے حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ ایک مکتوب مین جو شیخ جلال قدس سرہ
کو تحریر فرمایا ہے لکھتے ہین کہ دوست خدا کا شوق اور ذوق خدا مین ہلتا ہے تو شوق اوسکے کا
شرق سے غرب تک کو گہیر لیتا ہے یہ نعمت خانوادہ پیران چشت مین اللہ تعالی نے رکھی ہے -
کیمیای سعادت مین ہے کہ اللہ تعالی کا ایک سر آدمی کے دل مین ہے جسطرح سے کہ آگ
لوہے اور پتھر مین ہے جب لوہا پتھر پر مارتے ہین تو وہ آگ جلوہ گر ہوتی ہے اسی طرح سے جب
آدمی سماع سنتا ہے تو آتش سماع کی ہر دل کو ملاتی ہے اور وہ چیز پیدا ہوتی ہے کہ آدمی اوسمین
بے اختیار ہوتا ہے - حضرت جنید قدس سرہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ آواز خوش سنکر آدمی
جو باوقار ہوتا ہے یکایک قلق اور اضطراب مین پڑجاتا ہے اور حرکات غیر معتاد اوس سے صادر ہوتے ہین

فرمایا کہ روز ازل اور میثاق مین حق سبحانہ تعالیٰ نے ذریات بنی آدم سے خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کا فرمایا
شیرینی اوس کلام کی ارواحون کے کانون مین موجود ہو جب آواز خوش سنتے ہین لذت اوس خطاب کی اونکو
یاد آتی ہے اوسکی یاد مین حرکت مین آتے ہین۔ حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ السماع
نِدَاءٌ مِنَ الْحَقِّ لِلْاَرْوَاحِ وَالْوَجْدُ عِبَارَةٌ عَنْ اِجَابَةِ الْاَرْوَاحِ لِذٰلِكَ النِّدَاءِ وَالتَّغَشِّي عِبَارَةٌ
عَنِ الْوُصُوْلِ اِلَى الْحَقِّ وَالْبُكَاءُ اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ فَرَحِ الْوُصُوْلِ۔ ایک شخص نے ابوسہیل
صعلوکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سماع کیا ہے فرمایا يُسْتَحَبُّ لِاَهْلِ الْحَقَائِقِ وَيُبَاحُ لِاَهْلِ
الْعِلْمِ وَيُكْرَهُ لِاَهْلِ الْفِسْقِ وَالْفُجُوْرِ۔ اور شرح بزدوی مسمی بالنوری تصنیف ابوالقاسم
محمد ابن عبداللہ دمشقی مین ہے وَاعْلَمْ اَنَّ السَّمَاعَ الَّذِيْ اخْتَلَفَ عُلَمَاؤُنَا فِيْ حَقِّهٖ هُوَ مَا كَانَ عَلٰى
سَبِيْلِ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ بِمَجْمَعِ الْفُسَّاقِ وَشَارِبِي الْخَمْرِ وَتَارِكِ الصَّلٰوةِ وَاَمَّا مَنْ يَسْمَعُ
الْغِنَاءَ وَهُوَ صَالِحٌ دَائِمُ الصَّلٰوةِ لَا تَارِكُ الْوِرْدِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فَلَهٗ حَلَالٌ بِلَا خِلَافٍ
وَكَذَا الرَّقْصُ وَالتَّوَاجُدُ یعنی جس سماع مین کہ ہمارے علماء نے اختلاف کیا ہے وہ سماع ہے کہ بطریق
لہو اور لعب کے مجمع فساق اور شراب خواران و تارک صلوۃ مین ہوتا ہے لیکن جو شخص کہ صالح اور دائم الصلوۃ
ہے اور کبھی اپنے ورد اور قرات قرآن شریف کو نہین چھوڑتا اوسکے لئے سماع حلال ہے اور ایسی ہی رقص
اور تواجد کا حال ہے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گفتار کہ بطور قول
فیصل حق سماع مین ہے باب سوم بوستان سے یہان درج کیجاتی ہے۔

اگر مرد عشقی کم از خویش گیر	وگرنہ رہ عافیت پیش گیر
مترس از محبت کہ خاکت کند	کہ باقی شوی گر ہلاکت کند
نروید نبات از حبوب درست	مگر خاک بردی بگردد نخست
ترا با حق آن آشنائی دہد	کہ از دست خویشت رہائی دہد

که تا با خودی در خودت راه نیست ... وزین نکته جز بیخود آگاه نیست

نه مطرب که آواز پای ستور ... سماع ست گر عشق داری و شور

مگس پیش شوریده دل پر نزد ... که او چون مگس دست بر سر نزد

نه بم داند آشفته سامان نه زیر ... بآواز مرغی بنالد فقیر

سراینده خود می نگردد خموش ... ولیکن نه هر وقت بازست گوش

چو شوریدگان می پرستی کنند ... بآواز دولاب مستی کنند

برقص اندر آیند دولاب وار ... چو دولاب بر خود بگریند زار

بتسلیم سر در گریبان برند ... چو طاقت نماند گریبان درند

بگویم سماع ای برادر که چیست ... اگر مستمع را بدانم که کیست

گر از برج معنی بود طیر او ... فرشته فرو ماند از سیر او

و گر مرد لهوست و بازی و لاغ ... قوی تر شود لهوش اندر دماغ

چه مرد سماع ست شهوت پرست ... بآواز خوش خفته خیزد نه مست

پریشان شود گل به باد سحر ... نه هیزم که نشکافدش جز تبر

جهان پر سماعست و مستی و شور ... ولیکن چه بیند در آئینه کور

مکن عیب درویش حیران و مست ... که غرقست ازان می زند پا و دست

نبینی شتر بر حدای عرب ... که چونش برقص اندر آرد طرب

شتر را چو شور و طرب در سرست ... اگر آدمی را نباشد خرست

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه و اهل بیته اجمعین

تمام شد

حق حق حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی حضرت سید محمد اشرف جہانگیر قدس سرہ شرح اصطلاحات و اسرار صوفیہ کہ بالفاظ ظاہر سفتہ۔ نوشتہ اند نقل آن کردہ می آید تا تطبیق لغات شعرا بروفق عبارات فضلا کردہ بموقف مقصد بسرعت برسد بالنبی وآلہ الارشد۔

الف کلیسا عالم حیوانی راگویند جلیپا عالم طبائع راگویند ترسا معانی و حقائق راگویند و فتیکہ دقیق در رقیق باشد لقا ظہور معشوق است چنانکہ عاشق رایقین حاصل گردد کہ اوست وفا عنایت ازلی راگویند بواسطہ عمل خیر و اجتناب از شر شب یلدا نہایت الوان راگویند کہ سواد اعظم است نما عشرت یافتن راگویند چشم شہلا ظاہر کردن احوال و کرامات و علوم رتبہ سالک است وغیراو و شہرت از ین مقام خیزد و این از مکر و استدراج خالی کم باشد۔ محب صاحب محبت را گویند عام تر از انکہ طلب مقارن آن باشد یانہ خواہ طلب باشد و خواہ طلب نباشد محبوب حق تعالی راگویند و قتی کہ مستغنی از دوستی دانند و را اطلاقا بے قیدی طلب جستن حق را گویند عام از انکہ دوست وار ند یانہ بیشتر از عبدیت و معبودیت بود طالب جویند حق است از راہ عبودیت و محمدت کمال نہ از روی دوستی مطلوب حق است و فتیکہ جوئیندہ عام تر از آن باشد کہ بدوستی منسوب بود فریب استدراج الہی راگویند حجاب مانعی باشد کہ عاشق را از معشوق باز دارد بنوعی از انواع از جہت عاشق نقاب مانعی باشد کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق طرب انس با حق تعالی و سرور دل در ان شراب غلبات عشق بود با وجود اعمالے کہ مستوجب ملامت باشد در ین اہل کمال را بود کہ اخص اند در نہایت سلوک مست خراب استغراق بود و نظر داشتن بر استغراق خود کباب پرورش دل ست در تجلیات شب عالم غیب بود

قیل عالم جبروت درین عالم خطی ست ممتد میان وجود وعدم قیل میان خلق وامر قیل میان
عالم ربوبیت وعبودیت مطرب آگاهننده بود لب کلام را گویند غبغب اقتران ملاحظه ولذت عالم
بود شباب سرعت سیر بود بی شعور راز معرفت وقائق مقامات واین هرچه بحکم جذبه وچه بحکم سلوک
در اعمال وریاضات وتصفیه پاک بود سخن خوب اشارت واضح در ماده وغیر ماده خواب فنای اختیاری بعد
محبت ودوستی بود بی سببی وعلاقه وسبب محرک بحق سبحانه وتعالی ملاحت بی نهایتی کمالات الهی بود که
هیچکس به نهایت آن نرسد تا مطمئن نشود ظرافت ظهور انوار است از حضرت الهی در ماده شوخی
کثرت التفات بود غارت جذبهٔ الهی بود دست شیفتهٔ محبت الهی بود قامت سزاوار پرستش
بود که جز حق را این سزاوار نیست چشم مست سرکردن الهی بود بر تقصیر وخورده که از سالک در وجود
آید وجز او چنانکه هیچکس را اطلاع نیفتد وآن عفو بود عشرت لذت ست با حق سبحانه وشعور آگاهی از
لذت خرابات خرابی بود بت مقصود ومطلوب بود عبادت اجتهاد سالک بود زکوة ترک و ایثار
بود وتصفیه هم طامات معارف بود دست صفت قدرت بود انگشت صفت احاطت بود سلطنت
هیئت عالم است بر صفت ربوبیت محنت الم بود که از سبب معشوق بعاشق رسد اختیاری وغیر
اختیاری راحت وجود امری بود که موافق ارادت دل باشد رویت عدم قدرت از ادای
عبودیت کبریت احمر سعادت خواندن ازلی شقاوت راندن ازلی منیبت مقام اثنینیت بود (ج) حج سلوک
الی الله بود تاراج سلب اختیار سالک در جمیع احوال واعمال ظاهری وباطنی رنج وجود امری را
گویند (ح) قدح وقت را گویند صلح قبول اعمال وعبادت ووسایط قرب صبح طلوع وقت
واحوال بود که برخلاف ارادت دل بود (خ) رخ تجلیات محض را گویند زنخ محل لذات
زبان تلخ امری را گویند که موافق طبع سالک نباشد سبب رنج عدم لذت از مشاهده چاه زنخ مشکلات
اسرار مشاهده (دال) ساعد صفت قدرت وقوت را گویند قد استوار الهی بود خد حالتی باشد که بعد

فراق ظاهر گردد باعث طلب بود فریاد ذکر جهر را گویند درد حالتی بود که از محبت طاری شود که طاقت
حمل آن نه بود محب را شاهد تجلی حق باشد عید مقام جمع را گویند زهد اعراض از زیادتی و
فضولی بود بامداد مقام گشتن موهبات را گویند درا) قهر میل یا اصل خود است یا وجود علم و
آگاهی از یافت لذت و دریافت مقصد سر جذبهٔ الهی بود که گاه سلوک برو مقدم بود یا عکس
مکر غرور دادن معشوق است عاشق را گاه بطریق لطف و موافقت گاه بطریق قهر و مخالفت
جور باز داشتن سالک بود از عروج آبیر ارادت الهی سالک جاری داشتن است بر سالک
تکبر بی نیازی است از اعمال سالک را شهر وجود مطلق بود در مطاوعت بود یار صفت الهی را
گویند که هرور نسبت کافه موجودات را هیچ رسم موافق تر ازین نیست سالک را چه کلمهٔ توحید
دایر است غمگسار صفت رحمانی بود که شمولی و عمولی دارد غمخوار صفت رحیمی حق بود که خصوصیت
دارد دلدار صفت باسطی را گویند سرور محبت در دل دلبر صفت فایضی بود باندوه و محنت
در دل شبیر صفت ارادت الهی بود دور هدایت سلوک بود خمار رجعت از مقام
وصول تقهریه بطریق انقطاع شب قدر بقا سالک بود در عین استهلاک بوجود حق تعالی
کفر تاریکی عالم و تفرقه بود دیر عالم انسانی کافر صاحب اعمال تاثیر مقام خمور بهار
مقام علم گلزار مقام کشف اسرار مطلقا بهر چه اطلاق کنند بآن اضافت کرده باشد
و بآن یار خوانند ابر حجابی که سبب وصول بود و حصول شهود بواسطهٔ اجتهاد که بنماید
جویبار مجازی عبودیت بود نالهٔ زار جستن محبت ناله زهر الطاف محبوب محب را
گویند گوهر سخن اشارت واضح باشد سخن چون گوهر اشارت مدرکه کنار در دریافت
اسرار و دوام بود حضور مقام وحدت بود شهر انانیت را گویند قطار عبارت
زر ریاضت بود گوهر معانی و صفات را گویند صبر قهر و مجبوری بود بتقدیر الهی

کبر تسلط صفات قهر را گویند بر عاشق زنار قوت دادن معشوق ست عاشق را در زار
ترکتاز جذبهٔ الهی وقتیکه مسلوک مقدم باشد و بزحمت و مجاهده بسیار کاری کشاده نشود
ناگاه جذبه در رسد و کردار او را قبول کند و باقی احوال او تمام کند بمقصد رساند
تاز قوت و ارادت معشوق ست عاشق را روز تتابع انوار نور و ز مقام تفرقه لمنا ز
مطاوعت خط سبز عالم برزخ (س) مجلس ایات و اوقات حضور حق باشد ناقوس
یاد کردن و ذکر مقام تفرقه بود نرگس نتیجهٔ عالم را گویند که در دل پیدا شود چشم نرگس
سر احوال و کمالات علو مرتبه سالک چه از خود که مردم او را دانند که ولی ست ولیکن
او خود نه داند که ولی ست و ولایت خود را داند لیکن او را ندانند و این دو قدم از یک
جنس بود (ش) عیش دوام حضور ست و فراغت آن بتمامی قلاش معاشر و مباشر
اعمال ست چنانکه اقتضای احوال ست او باشد ترک هم و ثواب است هم از معصیت
هم از عبادت در غلبه محبت دوش صفت کبریا حق را گویند عالم ازل و محل
تکثر اسماء بناگوش دقیق را گویند (ع) شمع نور الله بود سماع مجلس را گویند
قطع ترک الم (ف) لطف پرورش عاشق را گویند زلف منیت هویت را گویند
تاب زلف اسرار الهی بود پیچ زلف اشکال الهی بود زرق طلب معشوق مر عاشق را
گویند علف شهوات نفس است و هرچه دران نفس را حظی بود (ق) عشق محبت مفرط را
گویند معشوق حق تعالی بود وقتیکه طالب بجد تمام جوید ازانجهت که مستحق دوستی است
من جمیع الوجوه عاشق جوینده حق را گویند شوق انزعاج در طلب حق بعد از ان که
یافت و یا روز زمان فقدان بشرط آنکه اگر در نیابد معشوق انزعاج ساکن شود ولیکن عشق
همچنان باشد باقی از دوام یافت نقصان نه پذیرد بلکه زیاده شود در عشق اشتیاق کمال

امزعاج در میل کلی وطلب تمام وعشق مدام بطریق یافت ونایافت یکسان بود فراق غیبت راگویند

فرق صفت حیات راگویند دگر بشنگ احکام طوالع ولوامع انوارست ازحضرت

امد در مادہ شوخی جنگ استحانات الٰہی راگویند بانواع بلاہای ظاہری وباطنی میان

باریک حجاب وجود سالک وقتیکہ حجاب دیگر نماندہ باشد دل میل رجوع بود باصل

خود بے شعور وآگاہی ازاصل ومقصد ہمچون رجوع طبعے چون جمادات بطالع اربعہ

کہ بے اختیار مائل انداصل را وہمچو رجوع عناصر باصل اعمال متابعت اوامراست نیل

دوستی حق بود باوجود طلب وجد تمام جمال ظاہر کردن کمالات معشوقست جہت زیادت

رغبت وطلب جلال ظاہر کردن بزرگی معشوق است ازجہت استغنا ازعاشق ونفی غرور

عاشق واثبات بیچارگی او وبزرگی معشوق شکل وجود حق تعالی راگویند شمائل امتزاج

جمالیات وجلالیات وسرعت رواکردن عقل عالم تمیز راگویند وصال مقام وحدت

راگویند مع اللہ سرًا وجہرًا کاہل بطی السیر بود این گاہ باشد کہ سبب دانستن طریق باشد

سالک را وکمال سالک باشد وہمچنین سیر الملک مکمل سیر رای بود کہ بر جہت محتاج نبود

وگاہ باشد کہ بسبب تقصیر سالک بود محل آرام وتکلیف بود نقل کشف معانی واسرار راگویند

سبیل غلبۂ احوال ولی راگویند کہ فرح وترح باشد گل نتیجہ عمل راگویند لب لعل

بطون کلام راگویند (م) فہم آلت دریافتن راگویند رام محل تجلیات کہ ازعالمیان

پوشیدہ بود حاکم اوامر شرع کہ بر سالک جاری دارند تظلم استعانت بردن ست بحضرت

الٰہی از شر شیطان ونفس امارہ از تقصیر خود نسیم باد یاد آور وعنایت بود بام محل تجلیات راگویند چشم صفت بصیری

راگویند شراب خام عیش ممزوج راگویند جام احوال بود اسلام متابعت دین

بود واعمال متابعت دوام معاد بے اختیاری راگویند سلام دررود ومحبت بود

پیام اوامر و نواهی که خلائق بآن امتثال نمایند غم بندواندوه و محنت و طلب معشوق را
گویند نسیم تصفیه ظاهری و باطنی بود جشم موقف بود خشم ظهور صفات قهری را گویند
برخود ستم پرورش سالک د نون) کین تسلط صفات قهری بود تاختن ایقان اتیان
الهی بود آستان اعمال و عبادت بود مهربان صفت ربوبیت را گویند جانان صفت
قیومی که جمله موجودات قیام بدو دارد و اگر از ضابطه بموجودات پیوسته نشود قیام عالم
ممکن نه بود دین اعتقادے را گویند که از مقام تفرقه سر برزند بیابان وقایع طریق
را گویند فروختن ترک تدبیر و اجتهاد بود گرو کردن تسلیم و جود ست بحکم مقادیر و ترک
تدبیر و اجتهاد بدل کردن عدول بود از چیزے بچیزے و غرضے باغرضے در باختن
محو کردن احوال ماضیه از نظر باطن ترک کردن قطع اعمال از هر چیزے خاستن
قصد و عزیمت بود نشستن سکینه بود رفتن عروج بود از عالم سفلی بعلوی آمدن
رجعت بود بعالم البشریه از عالم ارواح یا از استغراق و سکر درون عالم ملکوت بود بیرون
عالم ملک تابستان مقام معرفت بود زمستان مقام کشف بود دبستان محل
کشادگی ای صفت بساطت عام تر از انکه مخصوص بود ریحان نورے بود که از
غایت تصفیه و ریاضت حصول شده بود باران نزول رحمت بود آب روان فرح
دل بود پای کوفتن تواجد دست زدن محافظ و مراقبه اوقات بود چهره گلگونه
تجلیات که در غیر ماده بود در خواب و یا بیداری یا بعالم بیخودی لب شکرین کلام
منزل که انبیاء را بواسطه ملک و اولیاء را بواسطه تصفیه باشد لب شیرین کلام بواسطه
بشر ادراک و شعور دهان صفت متکلمی دهان شیرین صفت متکلمی بطریق تقدس
خارج از فهم و وهم انسانی سخن اشارت و انتباه الهی بود سخن شیرین اطلاقات

الہی بود انبیا را بواسطہ وحی و اولیا را بواسطہ الہام در سخن مکاشفات و اسرار و اشارات
الہی در مادہ و غیر مادہ محسوس و معقول گوہر سخن اشارت واضح را گویند در مادہ و غیر
مادہ معقول و محسوس زبان آن اسرار الہی بود زبان شیرین امرے را گویند کہ
موافق تقدیر باشد میان آن سابقہ کہ در میان طالب و مطلوب ماندہ باشد از سیر
و مقام حجاب موی میان نظر سالک بر قطع محبت از خود و غیرہ حسین جمعیت کمال
معشوقست سلطان جریان احوال بر عاشق چنانچہ عادت اوست ہجران التفات
بغیر حق از درون و برون پیر مغان اشارت بہ مرشد محقق کلبۂ احزان وقت حزن بود
میدان مقام شہوت را گویند چوگان تقدیر جمیع امور بطریق صبر و قہر
فغان آن ظاہر کردن احوال درون مردن طرف دوراندگی از حضرت حق
ساربان راہ نمای بود ایمان مقدار و آتش بود حسن جمعیت کمالات را گویند
(واو) آرزو میل ست باصل خود باندک آگاہی و علم بعضے از اصل و مقصد گیسو طریق
طلب را گویند سر و علوم مرتبہ بود کمان ابرو عرض سقوط بر سالک بسبب تقصیر
و باز بحکم عنایت ساقط نا کردن از درجہ مقام جفت ابرو سقوط سالک از درجہ مقام بسبب
کردن تقصیر و باز تصعد او بحکم جذبہ و عنایت و بمقامی و درجہ کہ بود طاق ابرو اہمال کردن
است و سقوط سالک از درجہ و مقام بسبب تقصیر گذاشتن را دران نشو ترقی بود شست شو
برداشتن خردہا را گویند کہ از تقصیر در وجود آمدہ بود و صفای حضور عاشق و معشوق
جستجو خردہا کردی را گویند از ہر طرف کہ باشد گفتگو کتاب محبت انگیز باز و اہمال
مشیب است (ہ) کرشمہ التفات بود شیوہ اندک جذبہ الہی کہ گاہ باشد و گاہ نہ
کہ موجب غرور و غفلت نہ بود خانہ خودی بود کُنہ ماہیت الہی بود بردن از ادراک

کافۂ عالمیان دستگاه حصول جمیع صفات کمال باوجود قدرت بر هر صفتی حجله منصف
شدن به صفات کمالات دیده اطلاع الٰہی بود مژه اہمال اعمال است هر سالک را
سر او جگر انجسکم حکمت الٰہی تیر مژه اہمال ناکردن سالک سر او جگر چشم ابروانه
ستر کردن الٰہی تقصیرات سالک را از عین سالک و لیکن آگاه کردن سالک را از تقصیر
که کرده باشد و ازان نیز که از غیر او سرزده عین معرفت بود شراب پخته
عیش صرف بود شراب خانه عالم ملکوت بود میخانه عالم لاهوت بود میکده
قدم مناجات بود خمخانه غلبات و مهبط غلبات که از عالم دل است ماده عشق
وقتیکه ضعیف بود درین عوام را نیز بود خم عشر اسرار و مقامات و احوال
بود که در سلوک از سالک پوشیده بود شبانگاه ملکه شدن احوال بود توبه باز
گشتن از چیزے ناقص بسوے کمال زکوٰۃ ترک و ایثار بود کعبه مقام وصول
خرقه صلاحیت را گویند و صورت سلامت سجاده سر باطن را گویند یعنی
هر چه نفس دران باشد لاله نتیجه معارف بود که مشاهده کنند شگوفه علو مرتبه بود
بنفشه تکیه را گویند که قوت ادراک دران نه کنند ترانه آئین محبت را گویند
چهره تجلیات بود که قابل اطلاع سالک باشد خال سیاه عالم غیب خط سیاه غیب الغیب
سلسله اعتصام غلائق سینه صفت عالم الهیت را گویند هدیه ولایت بود که بهر نوع باشد
از اجتبا و اصطفا بوسه استعداد و قبولی کیفیت کلام را علمی و عملی صوری و معنوی غمکده
مقام مستوری وه و دیه وجود مستعار بود آه علامت کمال عشق که زبان از بیان قاصر بود پرده
موانع که میان عاشق و معشوق بود دی مستوری تقدیس بری رد کردن اعمال عباد را
سرکشی مخالف ارادت و مراد سالک بود توانائی صفت فاعل مختار را گویند تندی

صفت قهاری چنانکه مقتضای آلهی بود توانگری حصول جمیع کمالات منوآری احاطت و
استیلائی آلهی بود آشنائی تعلق وقید ربوبیت بمخلوقات کلیتاً وجزئیتاً چون تعلق
خالصه بمخلوقی بیگانگی اشتغال عالم الہ که ہیچ وجه مماثلت وشابهت ندارد کوی مقام عبادت
دلکشای صفت فنائی در مقام آتش دردل جان افزای صفت باقی ابدی بود که
فنائی را بدوراه نه بود دعوی ظاہر ہویت یعنی وجود که ہمه کس را معرفت او علم
حاصل ست و باوراه نه پیشانی ظهور اسرار آلهی چشم خماری ستر کردن تقصیر سالک
راگویند لیکن کشف آن برارباب کمال که از واکمل واعلیٰ واجلی باشد مے غلبات عشق
باوجود اعمال که مقارن سلامت باشد واین خواص را باشد ساقی شراب رسانندہ
بود یعنی مفیض اسرار آلهی دردل صراحی مقام مستی فروگرفتن عشق جمیع صفات
درونی وبیرونی را وآن سکر اول ست نیم مستی آگاہی در استغراق ونظر داشتن
بر استغراق ہشیاری افاقات از غلبۂ عشق صفات درونی وبیرونی را واین صحو الست
زندگی قطع نظر ست از انواع اعمال در طاعت لاابالی باک نه داشتن از ہر نوع که
باشد پیش آید گوید وکند صبوحی محادثه راگویند عیوقی مسافرت راگویند
زردی صفت سلوک سرخی قوت سلوک سبزی کمال لطف راگویند باقی
کلها را قیاس کند باین رنگها که گفته شد از ہر قبیلے که باشد تاویل ازان گیرند
سپیدی یکرنگی راگویند بتوجه تمام کند کبودی تخلیط محبت راگویند بوی آگاہی
از مساعدات او پیوستگی دل راگویند نای پیغام محبوب روی مرات تجلیات
راگویند ماه روی تجلیات درماده وقتیکه در خواب یادر حالت بیخودی باشد گوی
مجبوری ومقهوری سالک پیش چوگان تقدیر آلهی بیماری تعلق وانزعاج درونی راگویند

زندگی قبول واقبال است تندرستی برقرار ماندن دل را گویند افتادگی ظهور حالت را گویند خرابی تصرفات وتدبیرات عقل را گویند بیهوشی مقام طمش بود دیوانگی ملعنہ احکام عشق را گویند بدہوشی استہلاک ظاہری وباطنی بندگی مقام تکلیف آزادی مقام حیرت بی نوائی ناتوانی بود فقیری عدم اختیار کہ علم وعمل ازو مسلوب بود دوری شعور بمعارف کیفیات عالم تفرقہ ودقائق آنرا گویند کاہلی بعلی البعید یاری توجہ خالص کہ از اعمال امید ثواب نداشتہ باشد سردی بردنفس گرمی حرارت محبوب را گویند بیداری عالم صحو پاکبازی توجہ خالص کہ از عمل نہ ثواب خواہد نہ علو مرتبہ۔ انتہی۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ رسالہ سماع مولفہ ہادی طریقت ودین ورہنمای شریعت متین سالک جادۂ طاعت خدا عاشق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین جناب مولانا ومقتدانا حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبرآبادی بصحت تمام باہتمام سید اسحاق علی وشیخ نصیر الدین احمد چشتی بتاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ ہجری نبوی در مطبع لامع النور شہر آگرہ محلہ گلاب خانہ بزیور طبع مزین گشتہ مطبوع طبایع خلائق شد

تمت بالخیر



اشتہار

مخدرات سراپردہ ہای قرآنی

چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

عارفان اسرار معرفت الہی وطالبان آثار حقیقت رسالت پناہی کو مژدہ ہو کہ درین ایام سعادت التیام ایک کلام مجید بطرز جدید ہمارے مطبع مین زیر طبع ہے جسکی کہ فی زمانہ ہر اہل اسلام کو ازبس ضرورت ہے وہ یہ کہ متن مین عمدہ بامحاورہ اُردو ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ کا ہے اور حاشیہ پر تفسیر منحۃ الجلیل اُردو ترجمہ معالم التنزیل کا درج ہے جسکو اسوہ علماء زمان جناب مولانا الفضل اولانا مولوی مفتی عزیزالرحمن صاحب دیوبندی نے عربی سے بالاستیعاب بامحاورہ ترجمہ کیا ہے واضح ہو کہ تفسیر معالم التنزیل کو امام ہمام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کیا ہے حق یہ ہے کہ جو قول مصنف موصوف نے متعلق بہ تفسیر لکھے ہین وہ بسند متصل رسول مقبول صلعم سے روایت کئے ہین یا اقوال مفسرین معتبرین از صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کئے ہین ناظر کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مصنف ممدوح نے کیسے کیسے مضامین جو کہ کلام الہی واحادیث نبوی سے متعلق ہین بیان فرمائے ہین یعنی جس آیت کا مذکور کسی طریق سے احادیث مین وارد ہے اوسکو اوسکے موقع مناسب پر ایسا صحیح نقل فرمایا ہے کہ جسکی تصدیق ملاحظہ قرآن مجید سے ہوگی قطع نظر علم تفسیر تو بنفسہ ایک مجموعہ علوم کا ہے کیونکہ اوس سے حالات امم ماضیہ وقصص عبرت افزا ورد مخالفین واحوال بعث ونشر وکوائف مختلفہ ونیز اختلاف ادیان وترکیب بدن وطب روحانی وعلامات کفر وایمان وعقائد واعمال وعبادت وریاضت وترغیب جنت

وترتیب دوزخ وغیرہم جزو کل معلوم ہوتے ہین غرضکہ تفسیر ہذا فوائد حکمت و قواعد علوم و منافع
اقسام سے پر ہے اسلیے کہ علم تفسیر شرح ہے اوس کلام پاک کی ہے جو افضل الغایات عالم علوم اولین و آخرین جامع الکلم
ہے چنانچہ خود خالق اکبر مالک جن و بشر ارشاد فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنه ولا رطب ولا
یابس الا فی کتاب مبین بندونکو خدا سے ملانیوالا اور طالب حق کو باطل سے چھڑانیوالا اس سے زیادہ
کسی کا کلام نہین کقوله تعالی۔ ذلک الکتب لا ریب فیه تدبیر معاش و معاد مین بے بدل
وتفریق امر معروف و نہی عن المنکر مین بے مثال نسخہ کیمیا ہے تو یہ ہے صحیفہ کاملہ بے بہا ہے تو یہ ہے الحق
اس معدن سے وہ جواہر ایمان ہاتھ آتا ہے لاشک اس مخزن سے وہ گوہر ایقان نکلتا ہے کہ طالب صراط
مستقیم کو طلب حب دنیا و مافیہا سے مستغنی کرتا ہے بموجب من لم یتغن بالقرآن فلیس منا
ایک اشارہ ہی غناء ظاہری و باطنی کا۔ غرضکہ شائقین تفاسیر و اشارہ و ناظرین تواریخ و اخبار
روایت جامع نسخہ کہین دستیاب ہوگا بوجہ طوالت بسم اللہ کی تفسیر مع شرح لفظ آمین کے
علیحدہ لکھی جائیگی۔ ہر مہینے مین ۲ پارے انشاء اللہ تعالی شائع ہوا کرینگے قیمت چار پارونکی
مع محصول ڈاک ایک روپیہ مقرر ہے جو صاحب خریدار ہون انکو مکمل کلام مجید لینا ہوگا
ورنہ درصورت نقص کلام الہی گناہ ناتمامی متعلق ہے۔ مشتریان کی خدمت مین عرض ہے
کہ وقت پہونچنے پیکٹ پارون کے بعد ملاحظہ درصورت خلاف نمونہ ہونے کے واپس فرما دین
فوراً و بکمال ارسال ہوگا۔ دس جلد کے خریدار کو ایک جلد کمیشن مین دیجائیگی۔ دریافت طلب
امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ **ہفت سورہ** جلی قلم ترجمہ محشی بتفسیر جلالین
اردو مع خواص و فوائد مثل رہائی محبوس و بازگشت مفرورین و بازیابی اشیای گم شدہ و کشادگی بخت دختران دافع
امراض چیچک و وبا وغیرہ و حصول زیارت حضرت رسول خدا صلعم ہر مسلمان کو اسکا رکھنا ضروریات سے ہے کاغذ ولایتی
۴۸ اوراق قیمت ۱۲ — **تاریخ یوسفی** اس مین حالات ریاست حیدرآباد و ذکر جنگ ہلکر و انگریز و شورش